ردِّ قادیانیت پر کام کرنے والوں کیلئے بہترین مواد

تحفظِ ختمِ نبوت

از

مولانا مفتی سید معصوم ثاقب فیض آبادی

رکن شوریٰ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

و ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند

مکتبہ

یادگار شیخ مبارک شاہ سہارنپور

رد قادیانیت پر کام کرنے والوں کے لئے بہترین مواد

تحفظ ختم نبوت

از

مولانا مفتی سید معصوم ثاقب فیض آبادی
رکن شوری مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند

شائع کردہ
مکتبہ یادگارِ شیخ محلہ مبارک شاہ سہارنپور

تفصیلات

نام کتاب	تحفظ ختم نبوت
مؤلف:	مولانا مفتی محمد معصوم ثاقب
سنِ طباعت	۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۴ء
تصیح وتہذیب	از شعبۂ تحفظ ختم نبوت
	مظاہر علوم سہارنپور
باہتمام:	مکتبہ یادگارِ شیخ سہارنپور
صفحات	۱۰۴

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
	پیش لفظ: مولانا مفتی سید محمد صالح الحسنی	۶
	تحفظ ختم نبوت	۱۲
	ختم نبوت اسلامی عقیدوں کی بنیاد ہے	۱۲
	حلول اور تناسخ کا عقیدہ	۱۵
	قادیانیوں کا عقیدہ: مرزا عین محمد ہے	۱۹
	حضرت مہدی علیہ الرضوان	۲۰
	حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام	۲۲
	قادیانیوں کا عقیدہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں	۲۷
	خاتم النبیین کون حضرت محمد ﷺ یا مرزا قادیانی؟	۳۲
	مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء	۳۶
	احمدیہ مسلم مشن سامراجی سازش ہے	۳۸
	اعترافات خلفاء قادیان	۴۰
	قادیانی کہانی	۴۲
	علامہ اقبالؒ کی تحریر:	۴۵
	پنڈت جواہر لال نہرو کے ریمارکس	۴۶
	مرزا قادیانی مذہبی اور قانونی مجرم	۴۶
	علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ	۵۱
	علماء لدھیانہ کا فتویٰ	۵۱

	مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ کا فتویٰ	۵۱
	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ	۵۱
	پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا فتویٰ	۵۲
	خواجہ غلام فرید کا فتویٰ	۵۲
	حضرات اکابر دیوبند رحمہم اللہ کا متفقہ فتویٰ	۵۲
	مظاہر علوم سہارنپور کا فتویٰ	۵۳
	جمعیۃ علماء ہند کا فتویٰ	۵۳
	موجودہ علماء دیوبند کا متفقہ فتویٰ	۵۴
	ندوۃ العلماء لکھنو کا فتویٰ	۵۵
	مدرسہ باقیات صالحات ویلور کا فتویٰ	۵۵
	مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ	۵۵
	مولانا لطف اللہ علی گڑھی کا فتویٰ	۵۶
	مولانا شمس الحق عظیم آبادی کا فتویٰ	۵۶
	حافظ عبد المنان وزیر آبادی کا فتویٰ	۵۶
	مولانا محمد ابراہیم دہلوی کا فتویٰ	۵۶
	مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ	۵۶
	مولانا عبد الغفور غزنوی کا فتویٰ	۵۷
	مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ	۵۷
	مولانا دیدار علی رضوی کا فتویٰ	۵۷
	مولانا مفتی محمد حسین نعیمی کا فتویٰ	۵۷
	مولانا سید خلیل احمد قادری اور دیگر چھ بریلوی علماء کا فتویٰ	۵۷
	جامعہ رضویہ فیصل آباد کا فتوی	۵۸
	مولانا محمد یحیی مفتی ریاست بھوپال کا فتویٰ	۵۸
	مولانا غلام احمد حنفی قادری مرادآبادی کا فتویٰ	۵۸

	سید ابوالاعلیٰ مودودی کا فتویٰ	۵۸
	شیخ عبداللہ بن حسن کا فتوی	۵۹
	سید محمد امین الحسینی کا فتویٰ	۵۹
	علامہ ہاشم الرشید الخطیب الحسینی القادری کا فتویٰ	۵۹
	شیخ ابوالبسیر عابدین مفتی اعظم جمہوریہ شام کا فتویٰ	۵۹
	علامہ الشیخ محمد نجیب اور علامہ طنطاوی جوہری کا فتویٰ	۶۰
	علامہ الشیخ حسنین محمد مخلوف کا فتویٰ	۶۰
	جامعہ ازہر مصر کا فتویٰ	۶۰
	سعودی عرب کی المجمع الفقہی کا فتویٰ	۶۱
	وزارت اوقاف اردن کا فتویٰ	۶۱
	عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ	۶۲
	قادیانیوں کے کفر وارتداد پر عدالتی فیصلے	۶۳
	ہندوستان میں مذہبی آزادی کے حدود	۶۶
	قادیانی مذہب کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں	۶۸
	قادیانی مذہب کی مسلمانوں کے بارے میں تعلیمات	۷۰
	تحفظ ختم نبوت ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے	۷۴
	تحفظ ختم نبوت اور علماء دیوبند	۷۵
	قادیان سے ربوہ تک کامیاب تعاقب	۷۹
	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام	۸۰
	پاکستان اور بنگلہ دیش کا قیام	۸۳
	پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا	۸۴
	ہندوستان میں دوبارہ قادیانی فتنہ اور اس کا تعاقب	۸۹
	صوبہ تملناڈو میں قادیانی فتنہ اور اس کا تعاقب	۹۰

پیش لفظ

(مولانا مفتی) سید محمد صالح الحسنی

امین عام مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. امابعد:

تاج ختم نبوت کی حفاظت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کی تدبیر بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مدرسہ مظاہر علوم کے اکابر و مشائخ کو اس سعادت سے صرف بہرہ ور ہی نہیں فرمایا بلکہ اولین سعادت سے ہمکنار کیا، اسے اللہ کی خفیہ تدبیر ہی کہیے کہ اس نے نبوت کاذبہ کے ظہور سے بہت پہلے اس کی سرکوبی کی طرف انہیں متوجہ فرمادیا، چنانچہ یہ پیش گوئی تاریخ کا حصہ بن چکی ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری نے مرزا غلام قادیانی کے الحادی طور وطریق ظاہر ہونے سے پہلے ہی آگاہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے پہلے جانشین حکیم نور الدین بھیروی کو اس سے بچنے کی تلقین فرمائی تھی، بہتر ہوگا کہ اس واقعہ کو مخدومنا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں، وہ آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ:

> پنجاب سے حکیم نور الدین بسلسلۂ معالجہ حضرت شاہ صاحب کے پاس آئے، حضرت نے ان سے فرمایا کہ حکیم صاحب! پنجاب میں کوئی جگہ قادیان ہے وہاں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ تو نہیں کیا؟ حکیم صاحب نے کہا کہ کسی نے نہیں کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ وہاں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اور لوح محفوظ میں آپ کو اس کا مصاحب لکھا ہے، آپ کے اندر ایک مرض ہے (بحث کرنے کا اور الجھنے کا) یہ مرض آپ کو وہاں لے جائے گا اور آپ مبتلا ہوں گے، ہم تو اس وقت نہ

ہوں گے مگر آپ کو پہلے سے مطلع کئے دیتے ہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حکیم صاحب اس سے مناظرہ کرنے کیلئے گئے اور اس کے دام میں پھنس گئے (آپ بیتی نمبر ۶)

حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علم اور تصوف کی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہیں، آپ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں مدرسہ مظاہر علوم سے فارغ ہوئے، ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں مستقل قیام کا ارادہ لے کر حرمین شریفین گئے تو آپ کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے مرزا قادیانی کے دعوئ نبوت سے قبل آپ کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''عنقریب پنجاب میں ایک بڑا فتنہ نمودار ہوگا جس کے سدباب کیلئے آپ کا وہاں رہنا ضروری ہے، آپ ہندوستان تشریف لے جائیں''

چنانچہ جب مرزا نے ایمان سوز حرکتیں شروع کیں تو آپ نے میدان عمل میں اتر کر اس کا ناطقہ بند کر دیا، اور جب انگریز کے اس خود کاشتہ پودے نے عربی زبان میں تفسیر نویسی کا چیلنج کیا تو آپ نے قبول کرتے ہوئے ہزاروں علماء کرام کو لے کر ۲۵ راگست ۱۹۰۰ء کے دن لاہور کی شاہی مسجد میں مرزا کو للکارا، لیکن اسے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوئی، رد قادیانیت کی تاریخ میں یہ وہ یادگار دن ہے، جو مرزائیت کی رسوائی کے لئے خاص ہو کر رہ گیا ہے۔

حضرت پیر صاحب نے ''شمس الہدایہ'' اور ''سیف چشتیائی'' نامی کتابیں لکھ کر مرزا کے دعاوی کو ایسا خاک میں ملایا کہ ان کے ذکر کے بغیر رد قادیانیت کی داستان مکمل نہیں ہوسکتی۔

حضرت مولانا عبدالمنان وزیر آبادی شاگرد حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی کا شمار ردِّ مرزائیت کے حوالہ سے صف اول کے علماء میں ہوتا ہے، جب مرزا غلام احمد نے داعی اسلام کا روپ دھار کر سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ (۱۸۸۱ھ تا ۱۸۸۴ء) شائع کی اور ابھی تک اس کا ارتداد ظاہر نہیں ہوا تھا تو اسی وقت حضرت نے اپنے نور ایمان سے اپنے شاگرد مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مجھے شبہ ہوتا ہے کہ کسی دن یہ شخص نبوت کا دعوی کرے گا۔

(تحریک آزادی ہند اور جامعہ مظاہر علوم)

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

خوب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے

مدرسہ مظاہر علوم کے سرپرست حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے عوام کے سامنے مرزا کا کفر وارتداد واضح کرنے کے لئے اسے سہارنپور میں مباحثہ کی دعوت دی لیکن اسے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوئی، حضرت گنگوہی مفاوضہ نمبر ۱۷ میں لکھتے ہیں کہ

شہر سہارنپور میں مرزا سے مناظرہ کرنا میں نے قبول کرلیا لیکن مرزا نے نہیں۔

حالات کا رخ بھانپ کر فتنوں کی روک تھام کیلئے اکابر مظاہر علوم نے جمادی الاولی ۱۳۳۰ھ مطابق اپریل ۱۹۱۲ء میں انجمن ہدایت الرشید قائم کی، اور شدھی سنگٹھن کے خلاف ملک میں ارتدادی فتنوں کی روک تھام کا فریضہ انجام دیا۔

الغرض مدرسہ مظاہر علوم ابتداء ہی سے ارتدادی فتنوں کے خلاف حساس رہا ہے، قادیانی فتنہ بھی چونکہ ارتدادی اور ایمان سوز فتنہ ہے، اس لئے علماء مظاہر علوم ہمیشہ اس کے خلاف سینہ سپر رہے ہیں، ۱۸۹۴ء میں شہر دہرہ دون کے اندر قادیانیت کے چرب زبان وکیل احسن امروہوی کو حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے ہاتھوں شکست کا سامنا ہو، یا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی موجودگی میں بشیر احمد مصری قادیانی کے قبول اسلام کی بات ہو، مقدمۂ بھاولپور میں حضرت مولانا عبداللطیف اور حضرت مولانا اسعد اللہ کے ذریعہ قرآن وحدیث کے دلائل دینے کی بات ہو، یا حضرت مولانا نور محمد ٹانڈوی کے قلم سے ”کرشن قادیانی آریہ تھے یا عیسائی، مغلظات مرزا، کفریات مرزا، کذبات مرزا، اختلافات مرزا اور دفع الالحاد نامی کتب کے ذریعہ تردید قادیانیت کی کوشش ہو، ۱۵ جون ۱۹۰۹ء میں ریاست رامپور کے مناظرہ کے اندر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے دلائل وبراہین سے خواجہ کمال الدین قادیانی اور محمد احسن

امروہوی کوزیر کرنے کا واقعہ ہو، یا علماء حرین کی طرف سے مختلف سوالوں کے ساتھ قادیانیت کے متعلق سوال کے جواب میں ''المہند علی المفند'' کی تصنیف کا کارنامہ ہو، حضرت مولانا نوراحمد امرتسری کی تصنیف ''استنکاف المسلمین'' کو مقدمۂ بھاولپور میں پیش کرکے قادیانیت کا بطلان واضح کرنے کا موقع ہو، یا ان کے شاگرد عطاء اللہ شاہ بخاری کی گھن گرج سے مرزائیت کو بے نقاب کرنے کا گر ہو، حضرت مولانا عبد الرحمن کاملپوری کے شاگرد، حضرت مولانا محمد علی مونگیری کی کاوش سے رد قادیانیت پر سو سے زیادہ کتابیں شائع کرنے کی سعادت ہو، یا سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے قادیانیت کے لرزنے کا سماں ہو، ہر جگہ مدرسہ مظاہر علوم کے اکابر، مشائخ وفضلاء کرام کمر بستہ نظر آئیں گے۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد یہ فتنہ پاکستان میں سمٹ کر رہ گیا تھا، مگر ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کی رو سے وہ اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال کرنے کے مجاز نہیں رہ گئے تو قادیانی جماعت کا چوتھا سربراہ پڑوسی ملک چھوڑ کر لندن چلا گیا ہے۔

لندن پہونچ کر افریقہ، امریکہ، یورپ وغیرہ ممالک میں اس نے تیزی سے ارتدادی سرگرمی شروع کردی اور بھارت کی طرف بھی اس کی خاص توجہ ہونے لگی۔۔

اس صورتحال کو دیکھ کر ۲۹ تا ۳۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم دیوبند میں ایک کانفرنس ''تحفظ ختم نبوت'' منعقد کی گئی، اسی اجلاس میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے قیام کا اعلان ہوا، اس کے بعد ۱۹۹۵ء میں مظاہر علوم میں شعبہ تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا، اس شعبہ میں رجال سازی کی غرض سے تین اساتذہ تدریسی خدمات میں مصروف ہیں اور فرقِ باطلہ خاص طور سے ردّ قادیانیت پر انھیں مواد فراہم کرکے ان کو میدان عمل کا شہسوار بنایا جاتا ہے اور ان کی تقریری صلاحیت کو جلا بخشنے کے لئے شہر واطراف شہر میں اساتذہ کی رہنمائی میں ہر ماہ دو پروگرام بھی کرائے جاتے ہیں۔

اب تک اس شعبہ کی کاوشوں سے درج ذیل کتب، رسائل وپمفلٹ شائع ہو چکے ہیں۔

۱—اظہار البطلان لدعویٰ مسیح قادیان ۲—فتنہ قادیانیت کو پہچانئے

۳—اسلام اور مرزائیت کا سیدھا تنک مت بھید ۴—قادیانیت کیا ہے

۵—انبیاء کرام علیہم السلام اور قادیانیت ۶—قادیانی جماعت کے عقائد

۷—مرزا اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں

۸—مرزا کا جھوٹ اس کی تحریرات کی روشنی میں

۹—تحفظ ختم نبوت کی راہ میں بریلوی رکاوٹیں

۱۰—ایک غلط فہمی کا ازالہ اور موجودہ دور میں قادیانیت کی تردید کی اہمیت وضرورت

۱۱—جامعہ مظاہر علوم سہارنپور اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب

۱۲—تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت میں حضرت شیخ کا کردار

حضرت مولانا مفتی سید محمد معصوم ثاقب دامت برکاتہم جو علم وتحقیق کے میدان میں بڑا معتبر نام ہے، اور زمانۂ طالب علمی سے ہی اپنی علمی استعداد کی وجہ سے اپنے اساتذہ واکابر کے منظور نظر رہے ہیں، ہمارے شیخ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت مولانا محمد یونس نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں بڑا وقت گزارا ہے اور حضرتؒ سے خوب خوب استفادہ کیا ہے، اور حضرت شیخؒ ہی سے آپ مجاز بھی ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ دار العلوم امدادیہ رائے چوٹی کڈپہ اے، پی کے ذمہ دار اعلیٰ، مدرسہ علوم شرعیہ منگلور اور کئی بڑے مدارس آپ کی سرپرستی ورہنمائی میں بہتر خدمات انجام دے رہے ہیں، جمعیۃ علماء ہند اور حضرات اکابر کی تحریک قیام مکاتب سے بھی آپ کا گہرا تعلق ہے اور اس سلسلہ میں آندھرا وتلنگانہ میں مستقل تحریک کی شکل میں آپ اس کام کو انجام دے رہے ہیں، اس وقت مخدوم محترم حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی مدظلہ کی سرپرستی میں جمعیۃ علماء ہند کے ناظم عمومی کے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی مجلس شوریٰ سرپرستان کے اہم رکن اور خزانچی ہیں، اس وقت مفتی صاحب کا اصلاحی تعلق سلسلۂ تھانوی کے روشن چراغ،

مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ دامت برکاتہم العالیہ (جو احقر کے بھی شیخ و مرشد ہیں) سے ہے، اور حضرت حکیم صاحب سے بھی مفتی صاحب موصوف کو اجازت حاصل ہے،

مفتی صاحب ردِّ قادیانیت پر اچھا کام کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں مختلف مقامات پر قادیانیوں اور ان کے مبلغین سے کامیاب مناظرے اور متعدد مقامات پر قادیانی مبلغین کا تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونا آپ کی زریں خدمات کا حصہ ہیں، چنانچہ قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا محمد طاہر کے خاص ارادت مند و مرید حافظ محمد اسماعیل جن کی قادیانی تبلیغ کی وجہ سے چالیس پچاس گاؤں متأثر تھے انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں عبد الشکور، عرفان علی اور پورے خاندان کے ساتھ ۲۱؍ دسمبر ۲۰۰۸ء میں کرناٹک کے شہر بلہاری میں مفتی صاحب موصوف کے ہاتھ پر قادیانیت سے توبہ کی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

مفتی صاحب موصوف نے ردِّ قادیانیت پر اپنے مطالعہ کا بڑا اچھا خلاصہ مرتب کیا ہے، جسے ''تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے مکتبہ یادگارِ شیخ محلہ مبارک شاہ سہارنپور سے شائع کیا جا رہا ہے۔

یہ کتاب مفید معلومات پر مشتمل ہے، اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و نظریات کو انھیں کی کتابوں سے پیش کر کے اس کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہترین تعاقب ہے، اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ''ختم نبوت'' پوری امت اسلامیہ کا ایک اجماعی اور متفقہ مسلّمہ مسئلہ ہے، اسی لئے امت کے سوادِ اعظم کے فتاوے بھی اس کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔

مجھے پوری امید ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں کام کرنے والوں کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف کی یہ کتاب بہترین مواد فراہم کرے گی۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی اس کاوش اور کوشش کو قبول فرمائے، اس کے نفع کو عام و تام فرمائے، اور ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے لئے مطالعہ اور عملی جد و جہد کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

محمد صالح

۲۲؍ رجب ۱۴۴۵ھ / ۳؍ فروری ۲۰۲۴ء

تحفظ ختم نبوت

زبان پہ کس کا نام آیا الٰہی جان ودل صدقے
بڑھا جاتا ہے دل میرا جھکی جاتی ہے پیشانی
سلام اس پر کہ جس کا نام نامی اسم اعظم ہے
درود اس پر کہ جو ہے واقف اسرار یزدانی

ختم نبوت تمام مذاہب کا متفقہ عقیدہ ہے

تورات، زبور، انجیل میں انبیاء کرام کی نبوت کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کا مضمون بھی کثرت سے دہرایا گیا ہے، ہمارے دور کی ان آسمانی محرف کتابوں میں بھی خاتم النبین کی پیشین گوئی موجود ہے، سیرت نگار علماء کرام نے ان پیشین گوئیوں کو خصوصیت اور اہمیت سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اللہ تعالی کی آخری، آسمانی، آفاقی، دائمی کتاب ''قرآن کریم'' ہے۔ نبوت، رسالت، انبیاء ومرسلین اور انکی امتوں کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ حضرت محمد رسول ﷺ کا نبی، رسول اور خاص طور پر خاتم الانبیاء والمرسلین ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین'' حضرت محمد رسول ﷺ خاتم النبین ہیں یہ عقیدہ صرف امت مسلمہ کا ہی بنیادی عقیدہ نہیں بلکہ امم سابقہ کا بھی بنیادی عقیدہ ہے، قرآن کی آیات شاہد ہیں کہ سابقہ امتیں اور انکے انبیاء حضرت محمد رسول ﷺ پر ایمان لاتے تھے۔

ختم نبوت تمام اسلامی عقیدوں کی بنیاد ہے

تمام اعمال کا دارومدار ایمان پر ہے اور ایمان کا دارومدار حضرت محمد رسول ﷺ کی

ذات بابرکت پر، آپ ﷺ خاتم النبین ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ محض ایک عقیدہ نہیں بلکہ تمام اسلامی عقائد کی اساس اور بنیاد ہے۔ ختم نبوت کے عقیدہ کو ۱۳۰۰ رسوسال سے امت مسلمہ بلا کسی تاویل کے قبول کرتی آرہی ہے۔ اور جب بھی کسی نے نبوت کا دعوی کیا تو خلفاء اسلام نے اس کا قلع قمع کردیا۔ اسے یا اسکی نسلوں کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں ملا، مسیلمہ کذاب سے لیکر مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی سے پہلے تک ہر مدعی رسالت کا یہی حشر ہوتا رہا۔ کتابوں کے اوراق میں مدعیان نبوت کا ذکر تو ملتا ہے مگر روئے زمین پر انکی امت کا وجود کہیں نہیں ملتا۔ مرزا غلام احمد جس نے چودھویں صدی ھجری کے شروع میں بتدریج مصلح، مجدد، مہدی، مسیح اور نبوت کا دعوی کیا اسکی جماعت بعض سماجی وسیاسی حالات کی وجہ سے ترقی کرتی رہی اور آج عالمی پیمانے پر امت مسلمہ کیلئے ایک خطرناک فتنہ کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ مرزا قادیانی نے ایک جدید مذھب احمدیت کی بنیاد ڈالی اور اپنے لئے بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا لقب اختیار کیا اس طرز سے عوام تو عوام بہت سارے پڑھے لکھے لوگ بھی غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ اسلامی عقیدہ سے انحراف کے بعد کسی کا مسلمان باقی رہنا ممکن نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے ختم نبوت، ظہور مہدی، نزول عیسی، خروج دجال وغیرہ عقیدوں کو نزاعی اور اختلافی ظاہر کرکے ان کی جو من مانی تشریح کی ہے اسے درست مان لینے پر مسلمان خود بخود اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اس بات کو مرزائی خوب سمجھتے ہیں کہ اپنے قدیم اور موروثی عقیدہ پر رہتے ہوئے کسی مسلمان کا احمدی ہونا ممکن نہیں۔ اس لئے جو مسلمان احمدی نظریہ اور عقائد کو قبول نہیں کرتا وہ کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسلام سے مراد قادیانیوں کا وہ اسلام ہے جسے بانی سلسلہ احمدیہ نے پیش کیا۔

تعجب ہے لوگوں پر، کہ انھیں مرزائیوں کے اس رویہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا اور لوگ انھیں مسلمانوں کے معاشرہ میں ضم کرنے کی وکالت کرتے ہیں اور اس کے لئے احمدی

مسلمان کی اصطلاح کو فروغ دیتے ہیں۔لیکن جب مسلمان شرعی دلائل کی روشنی میں بانی جماعت مرزا قادیانی اوراسکے ماننے والوں کے الحاداورزندقہ کوواضح کرتے ہیں توانکوتنگ نظر،سخت گیراورمتشدداورمتعصب کاطعنہ دیکرغیرمؤثرکردیاجاتاہے۔ ایسے لوگ قادیانی مذھب کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔اسی لئے وہ قادیانیت کوفقہی اختلافات کی نظرسے دیکھتے ہیں اگرکوئی مسلمان اسلامی عقیدوں کاحامل ہےتووہ مرزا قادیانی اوراسکی جماعت کوقطعاً مسلمان نہیں مان سکتا۔حقیقت حال سے واقفیت کے لئے مرزائی کتابوں سے چندحوالےنقل کرنامناسب معلوم ہوتاہے۔

مرزاقادیانی کے بیٹے مرزابشیراحمد،ایم،اے نے ’’تبلیغ ہدایت‘‘ نامی ایک کتاب تحریرکی ہےاس کی تمہیدمیں لکھتاہے۔

(۱)غرض اب کوئی روحانی مصلح اسلام کےسواکسی امت میں ظاہرنہیں ہوسکتا،اس لیے یہ مقدرتھاکہ آخری زمانہ میں تمام انبیاء کے بروزایک ہی وجودمیں اسلام کے اندرمبعوث کئےجاویں۔اوروہی وجودتمام امتوں کی اصلاح کرے،پس آنے والااگرمسلمانوں کےواسطےمہدی ہےتوعیسائیوں کےواسطےوہ مسیح ہےاورہندوؤں کےواسطےکرشن ہےوغیرہ وغیرہ اورہم دنیاکوبشارت دیتے ہیں کہ آنے والاآگیاہے اوروہ حضرت میرزاغلام احمدصاحب قادیانی کے وجودباوجودمیں ظاہرہواہے،جس کی آنکھیں ہوں دیکھےاورجس کےکان ہوں سنے۔ خدانےاپناوعدہ پورافرمادیا،اورنبیوں کی پیشگوئی پوری ہوگئی اب ماننانہ مانندالوگوں کاکام ہے۔مبارک ہے وہ جووقت کوپہچانتاہےاوراس مصلح کوقبول کرکے خداکےانعامات کاوارث بنتاہے،جواس نے ازل سے انبیاء کی فرماں بردار جماعتوں کے واسطے مقدرکررکھے ہیں۔اورافسوس پھرافسوس اُس پرجومصلح کے انتظارمیں تھااوردن رات اسکی راہ دیکھتاتھامگرجب وہ آیاتواس نےانکارکردیااور خداکےغضب کواپنےسرلےلیا‘‘۔ (تبلیغ ہدایت ص ۱۴)

(۲) اسی کتاب میں ''مرزا صاحب کا دعویٰ'' کے تحت لکھتا ہے کہ

''جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدا سے الہام پا کر یہ دعویٰ کیا کہ میں مسلمانوں کے واسطے مہدی ہوں۔ عیسائیوں کے لئے مسیح ہوں اور ہندوؤں کیلئے کرشن ہوں اور دوسری قوموں کیلئے انکا موعود ہوں اور خدا نے مجھے اس زمانہ میں دنیا کی روحانی اصلاح کے واسطے مبعوث کیا ہے۔ مگر خدا کی قدیم سنت کے مطابق ابھی تک تھوڑے ہیں۔ جنھوں نے آپ کو قبول کیا ہے اور بہت ہیں جنھوں نے آپ کو رد کر رکھا ہے۔ اسی لیے خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا''۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پورا ہو کر رہے گا (تذکرہ ص ۱۰۵)۔ (تبلیغ ہدایت ص ۱۵۔۱۶)

کسی آسمانی کتاب یا کسی بھی نبی کی پیشین گوئی میں مرزا قادیانی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تمام پیشین گوئیوں کا مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جسکو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اوپر چسپاں کر دیا ہے یہ کتنی بڑی خیانت ہے اور جسارت ہے۔

ایک ہی شخص تمام انبیاء کا بروز ہے، پھر مہدی ہے، پھر وہی مسیح ہے، پھر وہی کرشن ہے، اور پھر وہی شخص تمام قوموں کا موعود بھی ہے۔ ظاہر ہے ان سب کا مصداق قادیانیوں کے نزدیک صرف اور صرف مرزا قادیانی ہے۔

حلول اور تناسخ کا عقیدہ

کیا کسی مسلمان کیلئے ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وجود پاک کو سری کرشن کے وجود کا روپ تسلیم کر لے! کیا اسلام میں حلول اور تناسخ کے عقیدے کی گنجائش ہے؟ کیا اس عقیدے کو تسلیم کر لینے کے بعد ممکن ہے کہ مسلمان ختم نبوت، امام مہدی، مسیح ابن مریم سے متعلق اپنے موروثی تیرہ سو برس کے صحیح عقیدوں پر قائم رہ سکیں۔

یہ ناممکن ہے کہ مہدی، مسیح، سری کرشن اور مرزا قادیانی ایک ہی شخصیت ہوں، یہاں ایک بات اور محل غور ہے کہ مرزا قادیانی کو تمام نبیوں کی پیشین گوئی اور خدا کے وعدے کا مصداق قرار دیا گیا اور اس کے فرماں بردار لوگوں کو ازل سے انبیاء کی فرماں بردار جماعتوں جیسا کہا گیا ہے۔ اوردعوی یہ کیا گیا کہ مجھے دنیا کی روحانی اصلاح کے واسطے مبعوث کیا گیا ہے، ان تمام باتوں کو قادیانی اللہ کا کلام کہتے ہیں، کیونکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ

١- میں جیسا قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ روحانی ص ٢١٠ ج ١٨)

٢- میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت، زبور، انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔

(مجموعۂ اشتہارات ٣/ ١٥٤، قادیانی مذہب ص ٢٧٠)

"تذکرہ" نامی کتاب جس کے حوالہ سے مرزا قادیانی کا دعوی نقل کیا گیا اس کا درجہ قادیانیوں کے نزدیک العیاذ باللہ "کتاب اللہ" کے برابر ہے چنانچہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے:

تذکرہ مجموعہ الہامات کشوف رؤیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور کتاب کے شروع میں بسم اللہ اور خطبہ کے بعد لکھا ہوا ہے، "تذکرہ" یعنی وحی مقدس اور پھر ترتیب وار دن و تاریخ کے ساتھ مرزا قادیانی کی اردو، عربی، فارسی کی نام نہاد وحی کو جمع کیا گیا ہے۔ پیش لفظ میں تذکرہ کا تعارف ان الفاظ میں ہے۔

١/ ٢/ ٣/ ٤/ مذکورہ مقاصد کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ الہامات رؤیا و کشوف کو تذکرہ کے نام سے پہلی بار حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں مرتب کیا گیا یہ مجموعہ ١٩٣٥ء مطابق ١٣٥٤ھ میں شائع ہوا

چند سطور کے بعد لکھا ہے

البتہ جو الہامات کشوف اور رؤیا محض روایات صحابہ سے اخذ کئے گئے ہیں انہیں ضمیمہ کے طور پر موجودہ ایڈیشن کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔

(تذکرہ پیش لفظ از ظہور احمد باجوہ اخاء ۱۳۴۸ ھش اکتوبر ۱۹۶۹ء)

ہجری کی طرح قادیانیوں کی اپنی تقویم بھی الگ ہے ''اخا'' اور ''ھش'' سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مگر تذکرہ میں تمام الہامات بجائے اسلامی تاریخ کے انگریزی تاریخ کے حساب سے لکھے گئے ہیں۔ مسیح موعود کے ساتھ علیہ السلام مرزا بشیر احمد کے نام کے ساتھ حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ اور مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ سے تعبیر کرنا اس عقیدے کی وجہ سے ہے کہ مرزا کے احباب کا درجہ صحابہ کے برابر ہے چنانچہ مرزا کہتا ہے کہ:

جو کوئی میری جماعت میں داخل ہو گیا وہ صحابہ میں داخل ہو گیا۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن ص ۲۵۸ ج ۱۶)

کیا کسی خلیفہ، کسی مہدی، کسی عالم، کسی مصلح، کسی صوفی اور درویش نے اپنے کلام اور احباب اور مشن کیلئے ایسی تعبیرات استعمال کی ہیں؟ کیا قادیانی اس بات کو برداشت کریں گے کہ کوئی احمدی مرزا غلام احمد قادیانی سے ہٹ کر ان تعبیرات کو استعمال کرے؟۔ بات صرف یہیں تک نہیں ہے بلکہ قرآنی آیات میں تحریف کر کے مرزا کہتا ہے کہ یہ مجھ پر نازل کی گئی ہیں۔ الغرض مرزا قادیانی خود کو نبی کہتا ہے اور اس کے متبعین اسے نبی مانتے ہیں مصلح اور مسیح کی بات ابتدا کی ہے جواب صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہی جاتی ہے۔

مرزا کہتا ہے۔

(۱) ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا''۔ (اربعین ص ۶ ج ۳، خزائن ۱۷/۴۲۶)

(۲) ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''

(دافع البلاء، روحانی خزائن ۱۸/ ۲۳۱)

(۳) ”نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا ہوں“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، روحانی خزائن ۲۲/ ۴۰۷)

(۴) ”میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں“۔

(ایک غلطی کا ازالہ اشتہار مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸/ ۲۱۱)

(۵) ”میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا ہے“۔

(فتوی احمدیہ ج ا ص ۵۱)

(۶) ”مرزا محمود نے اپنے باپ کی نبوت کا پوری صراحت کے ساتھ اعتراف کیا ہے کہ شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس معنی سے حضرت صاحب ہر گز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں“۔

(حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴ از مرزا محمود)

”سیرت المہدی“ کے نام سے مرزا بشیر احمد ایم، اے نے اپنے باپ مرزا قادیانی کی تینجلدوں میں سوانح لکھی ہے اس پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے ”سیرت المہدی علیہ السلام“ اور ہر روایت کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کر کے مرزا بشیر کہتا ہے کہ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے الخ۔۔۔۔اور پوری کتاب راوی کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہے کہ یہ مرزا بشیر کی والدہ صاحبہ نصرت جہاں بیگم ہے جس کو مرزائی ام المؤمنین کہتے ہیں۔

ممکن ہے آپ ان تمام باتوں کو اتفاقات پر محمول کر لیں لیکن جو لوگ مرزا قادیانی کی شخصیت اور مرزائیت کے پس منظر سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مرزا کا اپنے لئے نبی اور رسول جیسے الفاظ استعمال کرنا اور اپنے کلام کو خدا کا کلام کہنا اور اس کو وحی اور الہام کا درجہ دینا اور اپنے ساتھیوں کو صحابہ اور گھر والوں کو اہل بیت اور بیوی کو ام المؤمنین کہنا دراصل ایک انتہائی گندی او مذموم ذہنیت کا نتیجہ ہے جس طرف لوگوں کا ذہن جلدی منتقل نہیں ہوتا۔تناسخ

اور حلول کے کفریہ عقیدے کی طرح مرزا کی اس ذہنیت کو بھی کوئی مسلمان ایک لمحہ کیلئے برداشت نہیں کرسکتا کہ مرزا قادیانی عین محمد ہے۔ یہی وہ گندی ذہنیت ہے جس کی وجہ سے وہ خود کو جمیع انبیاء سے صحابہ سے اہل بیت سے ائمہ اسلام اور فقہاء ومحدثین اور اولیاء اللہ سے افضل سمجھتا ہے۔ اور سب کی شان میں ہفوات بکتا ہے اور گستاخیاں کرتا ہے۔

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا عین محمد ہے

لعنة اللہ علی الکاذبین مرزائی اپنے اس عقیدے کو محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ سے تعبیر کرتے ہیں یعنی مرزائی فلسفہ کے مطابق جس طرح امام مہدی اور عیسی بن مریم دونوں ایک شخصیت ہیں اور دونوں کا مصداق مرزا قادیانی کی ذات ہے۔ اسی طرح حضرت محمد رسول ﷺ جو چودہ سو برس پہلے مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے دوبارہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب، ضلع گورداس پور، قصبہ قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں مبعوث ہوئے۔ مرزا سے پہلے تک آپ کی نبوت کا زمانہ ہے اور اس کے بعد آپ کی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی میں حلول کرکے مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ قیامت تک کیلئے جاری کی گئی۔ اسی بات کو مرزائی فنافی الرسول، ظل و بروز کا فلسفہ بنا کر پیش کرتے ہیں کہ مرزا کا وجود غایت اتباع اور فنائیت کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہو گیا۔ حلول اور تناسخ کی طرح ان بیچاروں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبوت کوئی کسبی چیز ہے جو کسی کی اطاعت اور اتباع سے حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت خاتم النبین ﷺ کی بعثت کے بعد تو نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے اب کسی کو نبوت نہیں مل سکتی لیکن جس زمانہ میں انبیاء مبعوث ہوا کرتے تھے اور سلسلہ نبوت جاری تھا اس وقت بھی کسی کو فنائیت اور اتباع کی وجہ سے نبوت نہیں ملتی تھی۔

نبوت سراسر ایک انعام خداوندی ہوتا تھا اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا یہ منصب عطا فرما دیتا تھا۔

مرزا قادیانی اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اسلامی عقائد کتاب وسنت کی جن

بنیادوں پر قائم ہے انھیں متزلزل کرنا آسان نہیں ہے اسی لئے بروزیت ظلّیت اور فنائیت کا فلسفہ ایجاد کیا اور حضرت امام مہدی اور مسیح بن مریم دونوں کو ایک شخصیت قرار دیا۔ حالانکہ تمام امت مسلمہ کا عقیدہ کہ مسیح بن مریم بنواسرائیل کے آخری نبی ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے آخری خلیفہ ہیں۔ قیامت کے قریب امام مہدی پیدا ہونگے اور عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہونگے دونوں کی نشانیاں اس طرح بیان کی گئی ہیں۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان

حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی موت پر اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائیگا مگر لوگ انکے انکار کے باوجود انکو خلافت کے لئے منتخب کریں گے۔ چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراھیم کے درمیان انکے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے۔ پھر ملک شام سے ایک لشکر انکے مقابلہ کے لئے بھیجا جائیگا لیکن یہ لشکر بیداء نامی جگہ میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ پس لوگ جب یہ نشان دیکھیں گے تو سب کو معلوم ہو جائیگا کہ یہی مہدی ہے۔ ملک شام کے اہل اللہ اور عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونگے قریش کا ایک آدمی جس کا ننہیال قبیلہ بنوکلب میں ہوگا وہ امام مہدی سے مقابلہ کریگا آپ ایک لشکر بھیجیں گے۔ جو اس قریشی اور بنوکلب پر غالب آجائیگا۔

امام مہدی بنوکلب کے مال غنیمت کی تقسیم فرمائیں گے وہ شخص بڑا محروم القسمت ہوگا جو اس تقسیم کے وقت حاضر نہ ہوا ہو۔ امام مہدی لوگوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہی عمل کریں گے۔ اور دین اسلام کو استقرار نصیب ہوگا۔

حضرت امام مہدی بیعت، خلافت کے بعد سات برس حیات رہیں گے، ترمذی کی روایت ہے ''یعیش خمسا او رسبعا اور تسعا''

یہ خلاصہ ابوداؤد شریف کی روایت کا ہے جو مشکوٰۃ ص ۴۷۱ رمیں درج ہے، علامہ سیوطی نے ''العرف الوردی فی آثار المھدی'' ص ۵۹ رمیں اس روایت کو ابن ابی شیبہ 'مسند احمد' مسند ابی یعلیٰ' طبرانی اور ابوداؤد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

ظہور مہدی کے بارے میں احادیث اور روایات حدیث شریف کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں ''تواتر کی حد تک'' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اتنی صراحت اور وضاحت کے ساتھ امام مہدی کا ذکر فرمایا ہے کہ ذرہ برابر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ علماء نے اس موضوع پر مستقل رسالہ اور کتابیں تصنیف فرمائی ہیں علامہ سیوطیؒ کے رسالے کا ذکر اوپر کے حوالہ میں آپ پڑھ چکے ہیں علامہ سفارینی نے شرح عقیدہ سفارینیہ میں ان تمام روایات کو ایک خاص ترتیب سے بیان کیا، مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی میں اس کا مختصر خلاصہ ذکر فرمایا ہے۔

(۱) حدیث میں ہے کہ مہدی موعود اولاد فاطمہؓ سے ہوں گے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ رضی اللہ عنہا (رواہ ابوداؤد ۲/ ۵۸۸) اور امام مہدی کے آل رسول اور اولاد فاطمہ سے ہونے کے بارے میں روایات اس درجہ کثیر ہیں کہ درجہ تواتر تک پہونچ جاتی ہیں۔

(۲) حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک نہ ہوجائے اس کا نام میرا نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ (ترمذی ۲/ ۴۷)

(۳) حدیث میں ہے انکی پیشانی کشادہ اور انکی ناک اوپر سے کچھ اٹھی ہوئی اور بیچ میں سے کسی قدر چپٹی ہوگی۔ (رواہ ابوداؤد ۲/ ۵۸۸)

(۴) حدیث میں ہے ان کے ہاتھ پر بیعت مکہ معظمہ میں مقام ابراھیم اور حجرے

اسود کے درمیان ہوگی۔(مجمع الزوائد، حدیث نمبر ۱۲۳۹۹)

(۵) حدیث میں ہے کہ امام مہدی خلیفۃ ہونے کے بعد تمام روئے زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوگی۔(رواہ ابوداؤد ۲/ ۵۸۸)

(۶) حدیث میں ہے کہ جب امام مہدی مدینہ سے مکہ آئیں گے تو لوگ ان کو پہچان کر ان سے بیعت کریں گے اور اپنا بادشاہ بنا دیں گے۔ اور اس وقت غیب سے یہ آواز آئیگی ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا لہ و اطیعوا'' خدا تعالیٰ کا خلیفہ مہدی یہ ہے اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو (الفتن لنعیم بن حماد ۱/ ۲۲۶، حدیث ۶۳۰، البتہ اس روایت کے راویوں میں عنبسہ بن عبد الرحمن القرشی ہیں جو متروک الحدیث ہیں، ابو حاکم نے ان پر وضع کا حکم لگایا ہے)۔

اور بے شمار روایات سے امام مہدی کا کافروں پر جہاد کرنا اور روئے زمین کا بادشاہ ہونا ثابت ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔

اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے ''انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا'' بے شک عیسیٰؑ نشانی ہے قیامت کی پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو، (سورہ زخرف)

تمام صحابہ تابعین اور امت مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ اللہ کے نبی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر زندہ اٹھا لیا ہے۔ اور وہ قیامت کے قریب امام مہدی کے زمانہ میں دنیا میں نازل کئے جائیں گے۔ قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے یہی عقیدہ ثابت ہے اللہ فرماتا ہے ''ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الخ'' (سورہ نسآء) ''وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لھم (سورہ نساء)'' ''وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ'' (سورہ نساء) ''اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الخ'' (اٰل عمران)

حدیث شریف میں عیسیٰ بن مریم کی علامات اور نشانیاں حد تواتر تک کثرت سے بیان

کی گئی ہیں۔علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ان روایات کو ’’التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ‘‘ کے نام سے مکمل اور مدلل طور پر یکجا کردیا ہے اللہ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ہم مختصراً چند روایات کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔

حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ ابن مریم کے، کیونکہ میرے اور انکے درمیان کوئی نبی نہیں۔پس جب تم ان کو دیکھو تو ان کو پہچان لینا ’قدمیانہ‘ رنگ سرخ وسفید بال سیدھے بوقت نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔خواہ انکو تری نہ بھی پہونچی ہو ہلکے رنگ کی دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی۔پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو بند کریں گے۔اور تمام مذاھب کو معطل کردیں گے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کردیں گے اور اللہ تعالی انکے زمانہ میں مسیح دجال، کذاب کو ہلاک کردیں گے، زمین میں امن وامان کا دور دورہ ہو جائیگا۔یہاں تک کے اونٹ شیروں کے ساتھ چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑئیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہونچائیں گے، پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا زمین پر رہیں گے۔پھر انکی وفات ہوگی پس مسلمان انکی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انھیں دفن کریں گے۔

(مسند احمد ص ۴۳۷ / ج ۲ / فتح الباری ص ۴۹۳ / ۲ / مطبوعہ لاہور التصریح بما توار فی نزول المسیح ص ۱۶۱)

حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ کے چند مشہور واقعات کا متفرق روایات میں ذکر ہے مثلاً

(۱) آپ سے پہلے حضرت امام مہدی کا دنیا میں تشریف لانا۔

(بیہقی حدیث ۸۹۵)

(۲) آپ کا عین نماز فجر کے وقت آسمان سے دنیا میں تشریف لانا۔

(۳) حضرت امام مہدی کا حضرت عیسیٰ کو امامت کیلئے بڑھانا مگر حضرت عیسیٰ کا انکار فرمادینا، اور امام مہدی کی اقتداء میں یہ نماز ادا کرنا۔

(مسلم کتاب الایمان ۱ / ۸۷)

(۴) نماز سے فارغ ہو کر آپ کا قتل دجال کیلئے روانہ ہونا۔ (ابن ماجہ ۲۹۸)

(۵) دجال کا عیسیٰ کو دیکھتے ہی سیسہ کی طرح پگھلنے لگنا۔ (ابن ماجہ ۲۹۸)

(۶) باب لدّ پر دجال کو قتل کرنے بعد اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھانا۔ (مسلم ۲/۴۰۱، ترمذی ۲/۴۸)

(۷) قتل دجال کے بعد تمام دنیا کا مسلمان ہو جانا۔ (ابوداود ۲/ ۵۹۴)

(۸) حضرت عیسیٰ کا کسر صلیب اور قتل خنزیر کا عام حکم جاری فرمانا۔ (مسلم ۸۷)

(۹) اس زمانہ میں امن وامان کا اس قدر عام ہو جانا کہ بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ چریں گے، مگر حملہ آور نہیں ہونگے بچے اس زمانہ میں سانپوں سے کھیلنے لگیں گے، مگر انکو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکے گا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

(۱۰) اس امن وامان کے کچھ عرصہ کے بعد یاجوج ماجوج اپنے ٹھکانے سے نکلیں گے اور دنیا میں فساد پھیلائیں گے تو حضرت عیسیٰ اپنے رفقاء کے ساتھ کوہ طور پر تشریف لے جائیں گے۔ وہاں ان دنوں خوراک کی بہت تنگی پیش آئیگی پھر حضرت عیسیٰ کی بدعا سے یاجوج ماجوج کی اتنی بڑی قوم ایک دم سے ہلاک ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خاص قسم کے بڑے بڑے پرندے انکی نعشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے، پھر زوردار بارش ہوگی جس سے زمین پاک صاف ہوجائیگی۔ (مسلم، مسند احمد، مستدرک حاکم، ابن عساکر)

(۱۱) حضرت عیسیٰ کا عرب کے قبیلہ بنوکلب میں نکاح کرنا اور اس سے آپ کی اولاد ہونا۔ (مشکوٰۃ، ابن الجوزی، کنز العمال)

(۱۲) فج الروحاء نامی جگہ پہونچ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا۔ (مسلم کتاب الحج)

(۱۳) مدینہ پاک روضۂ اطہر پر حاضری دینا، سلام پیش کرنا اور حضرت

محمد رسول اللہ ﷺ کا جواب مرحمت فرمانا۔ (مستدرک حاکم حدیث ۴۲۲۱، ابن عساکر)

روایات میں تفصیل بھی موجود ہے کہ عیسیٰ مدینہ طیبہ میں قیام فرمائیں گے وہیں وفات پائیں گے اور انکو روضہ پاک میں دفن کیا جائیگا حضرت عیسیٰ جس شخص کو اپنے بعد خلیفہ بنائیں گے جب اس کی وفات ہوجائیگی تو اب قیامت بالکل سر پر آچکی ہوگی سینوں اور صحیفوں سے قرآن مجید اٹھنا شروع ہوجائیگا ایک دن آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائیگا یہاں ھم نے علامات قیامت میں صرف ان امور کو ذکر کیا ہے جس کا تعلق حضرت عیسیٰ کی ذات سے ہے۔ ورنہ مسیح دجال، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض وغیرہ کے سلسلے میں بہت کچھ تفصیلات کتابوں میں وارد ہیں، اور مرزائیوں کا عقیدہ ان تمام چیزوں کے بارے میں اہل اسلام کے عقائد کے برعکس ہے۔ (دیکھئے تفصیلات کیلئے التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

مرزائی مسلمانوں کی توجہ مرزا کے کفریہ عقائد سے ہٹانے کے لئے عوام میں وفات مسیح، اجراء نبوت اور ظہور مہدی وغیرہ کی بحث چھیڑ دیتے ہیں، جبکہ ان موضوعات پر بحث بے نتیجہ ثابت ہوتی ہے بلکہ عوام میں غلط تاثر قائم ہوجاتا ہے اور لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان باتوں میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان فروعی اور فقہی اختلاف ہے جس کو مولوی ملا تعصب اور تشدد کی بنا پر کفر و ایمان کا مسئلہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اس تاثر سے قادیانیوں کا فائدہ ہوجاتا ہے اور حق واضح نہیں ہو پاتا، اس لئے عوام الناس کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ یہ بحثیں مذہبی عقیدوں سے متعلق ہیں۔ مسلمان اپنے عقائد و اعمال میں کتاب وسنت اور اسلاف امت کے پابند ہیں جب کہ ہمارے فریق قادیانی مرزا غلام احمد کی ذات کو ہی حق و باطل کے لئے معیار مانتے ہیں اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ان دعاوی (حضرت عیسیٰ وفات پاچکے اور نبوت جاری ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ اور مہدی دونوں ایک ہی شخصیت ہیں

وغیرہ) پر بحث سے پہلے مرزا کی سیرت اور کردار پر بحث ہونی چاہئے کیوں کہ شخصیت کے اعتبار سے ہی اس کے دعاوی کی اہمیت ہوتی ہے۔ مرزائی حضرت عیسیٰ کے آسمان میں زندہ رہنے پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب نور الحق میں حضرت موسیٰ کو زندہ مانا ہے "**هذا هو موسى فتى الله الذي اشار الله في كتابه الى حياته و فرض علينا ان نؤمن انه حي في السماء و لم يمت و ليس من الميتين**" یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں"

(ص ۵۰۔ روحانی خزائن ج ۸ ص ۶۹)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اکثر عقائد اسلام میں دین اسلام سے انحراف کیا ہے اور قرآن کی آیتوں میں خوب خوب لفظی اور معنوی تحریفات کی ہیں، لہٰذا قادیانی جب تک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تحریفات سے دست بردار نہیں ہوتے ان کا مسلمان باقی رہنا ممکن نہیں۔

امت مسلمہ کا چودہ سو سال سے یہی عقیدہ ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم دونوں الگ الگ شخصیت ہیں، امام مہدی تو نبی نہیں ہیں لیکن حضرت عیسیٰ نبی ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کیوجہ سے تمام انبیاء کرام کی شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ انکی نبوت منسوخ نہیں ہوئی ہے اس لئے حضرت عیسیٰ اس وقت بھی نبی ہوں گے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے آپؐ کی پیروی کریں گے، حضرت عیسیٰ کی دوبارہ دنیا میں تشریف آوری عقیدہ نبوت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو مثل اور انبیاء کے نبوت پہلے مل چکی تھی۔ قادیانی خوامخواہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان میں زندہ رہنا اور قیامت کے قریب اس امت میں تشریف لانا عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اصل اور بالذات اور دیگر انبیاء کرام کی نبوت آپ ﷺ ہی کے فیضان نبوت سے ہے۔ لہٰذا! خاتم النبین آپؐ ہی ہوں گے، حضرت عیسیٰ کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ جتنے بھی انبیاء ہیں سب کو نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے مل چکی تھی ہے تو آخری نبی آپ ﷺ ہوں گے، نہ کہ دوبارہ آنے والا۔

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں

یہ عقیدہ سب سے پہلے مرزا قادیانی نے ایجاد کیا مرزا نے بروز اور بعثت ثانیہ کا تخیل کہاں سے مستعار لیا اس سے بحث نہیں۔ اور اسکے دلائل اتنے بے وزن ہیں کہ اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ادنیٰ مسلمان بھی اس بات کو قطعاً تسلیم نہیں کرسکتا کہ کسی بھی انسان کا مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں کسی اور شکل میں جنم لینا اسلامی عقیدہ ہے اور حضرت محمد ﷺ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں۔ تیرہ صدی میں کسی مسلمان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی بروز کی تفسیر جنم اور اوتار کے ساتھ کرتا ہے اور جیسے وہ خود کو بروز محمدی کہتا ہے اسی طرح اپنے کو عیسیٰ اور تمام انبیاءؑ کا۔ اور حد تو یہ ہے کہ ہندوؤں کے دیوتا شری کرشن جی کا اوتار بھی کہتا ہے ایسے دعاوی سے اسکی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

ہندو مذہب کے مطابق انسان کی جنت جہنم کیلئے یہ صورت بتائی جاتی ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو اس کے اچھے برے عمل کے مطابق دوبارہ اسی دنیا میں اچھے یا برے قالب میں منتقل کر کے بھیج دیا جاتا ہے جس کو ہندو مذہب کی کتابوں میں آوا گوان (نیا جنم) مانتے ہیں۔

اس ہندوانہ اور مشرکانہ عقیدہ کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں افسوس کہ دانستہ طور پر کاروبارِ نبوت کیلئے مرزا نے اسی عقیدے کو بنیاد بنایا ہے۔ یہ داستاں بہت دردناک

ہے کہ مرزا قادیانی، اس کے خلفاء اور اسکی جماعت سے وابستہ ہر فرد اپنے حضرت صاحب کو عین محمد قرار دیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شب و روز گستاخیاں کرتے ہیں۔ ڈنمارک کے کارٹونسٹ کے معاملہ پر پوری دنیا میں واویلا مچ گیا اس سے بڑے حادثے پر مہذب دنیا خاموش ہے بلکہ مرزائیت کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی کی اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخیاں ہونگی۔ کہ مرزا کو عین محمد قرار دیا جائے بادل ناخواستہ چند حوالے یہاں لکھے جاتے ہیں تا کہ قارئین یہ سمجھ لیں کہ قادیانی جماعت کا کفر اور زندقہ کس قدر شدید ہے مرزا کہتا ہے۔

(۱) ’’جیسا کہ مؤمن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آں حضرت ﷺ کی دو بعثت ہیں‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۹۶ / روحانی خزائن ۱۷ / ۲۵۴)

(۲) ’’غرض آنحضرت ﷺ کے لئے دو بعث مقدر تھے ایک بعث تکمیل ہدایت کیلئے دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کیلئے‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۹ / روحانی خزائن ۱۷ / ۲۶۰)

(۳) ’’آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بتبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۴ / روحانی خزائن ۱۷ / ۲۴۹)

ان تینوں عبارتوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا کتاب وسنت میں کہیں سراغ نہیں ملتا مؤمن کیلئے جن باتوں پر ایمان لانا فرض ہے اس میں بعثت ثانیہ کا دور دور تک تصور بھی نہیں ایسے ہی کسی حدیث یا سیرت کی کتاب میں اس مضمون کی کوئی روایت نہیں ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے دوبارہ مسیح موعود اور مہدی معہود یعنی مرزا کی شکل میں مبعوث ہونے کا وعدہ کیا گیا ہو، نہ ہی کسی صحابی، تابعی، امام یا مسلم جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔

مرزا قادیانی خطبہ الہامیہ میں لکھتا ہے۔

(۱) ''اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں صد ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے صد ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا''۔(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن ۱۶/۲۷۰-۲۷۱)

اس عبارت میں مرزا نے ان تمام مسلمانوں کو جو بعثت ثانیہ کا عقیدہ نہیں رکھتے اندھا کہا اور قرآن کریم پر جھوٹ بولا کہ یہ عقیدہ قرآن سے ثابت ہے حالانکہ قرآن کریم یا کسی بھی دینی کتاب میں اس عقیدہ کا وجود نہیں ہے۔ کہ رسول پاک ﷺ قادیان میں دوبارہ مرزا کی شکل میں مبعوث ہونگے۔ ''لعنة الله على الكاذبين''

(۲) ''پس وہ جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی ﷺ کو دو وجودوں کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعود کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعود کہتا ہے ''صار وجودي وجوده'' (روحانی خزائن ۱۶/۲۵۸) اور جس نے مسیح موعود اور نبی ﷺ میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعود نے صاف فرمایا ہے ''من فرق بيني وبين المصطفىٰ فما عرفني وما رأني'' اور جس نے میرے اور مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے نہ دیکھا اور نہ پہچانا''۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، روحانی خزائن ۱۶/۲۵۹)

ان عبارتوں میں مرزا نے صراحتاً بلا کسی ادنیٰ تفریق کے اپنے وجود کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک اشتہار ہے ''ایک غلطی کا ازالہ'' جو روحانی خزائن کی اٹھارویں جلد ص ۲۱۲/ اور ۲۱۶/ صفحات پر درج ہے۔ اس میں بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ اپنے اس دعوے کو دہراتا ہے وہ لکھتا ہے۔

(۳) ''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔''

(روحانی خزائن ۱۸/ ۲۱۲)

(۴) ''مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفی ﷺ ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی''

(روحانی خزائن ۱۸/ ۲۱۶)

اس پر قادیانی جماعت کا ترجمان جن الفاظ میں تبصرہ کرتا ہے۔ اسے بغور مطالعہ کرلیا جائے تو صاف صاف معلوم ہوجاتا ہے یہ سب کسی غلط فہمی کیوجہ سے نہیں بلکہ دین محمدی کے خلاف ایک مکمل سازش ہے (تبصرہ اخبار الفضل قادیانی)

(۵) ''پس جب کہ خدا تعالی کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا وجود خاص آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت ﷺ آپس میں کوئی دوئی اور مغایرت نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ہی شان ایک ہی مرتبہ ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں، گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔ یہ اخبار الفضل ۱۶/ ستمبر ۱۹۱۵ء کا ہے اس کا حوالہ دیتے ہوئے۔ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں یہ قادیانی ترجمان لکھتا ہے کہ گذشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶/ ستمبر میں میں نے محض بفضل الٰہی اس بات کو پائے ثبوت تک پہونچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود باعتبار نام کام آمد، مقام، مرتبہ کے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہیں (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۷۷)

کلمۃ الفصل ص/ ۱۰۴/ ۱۰۵ مندرجہ ریو آف ریلیجز مارچ/ اپریل ۱۹۱۵ء میں

بعثت ثانیہ کے عقیدے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

(۶) ''پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی دو بعثوں کا قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔۔۔اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کو امیوں یعنی مکہ میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائیگا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف کہ ایک شخص جب فوت ہو جائے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے۔ پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانی کیلئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ ﷺ کی نبوت سے پورا حصہ لیا ہو اور جو حسن واحسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ ﷺ کا مشابہ ہو اور جو آپ ﷺ کی اتباع میں اسقدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جائے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم ﷺ کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے اور نبی کریم ﷺ میں کوئی دوری باقی نہیں رہی، حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا حکم رکھتے ہیں، تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۴/۱۰۵/ریو آف ریلیجز مارچ/اپریل ۱۹۱۵ء)

ان تمام حوالوں سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ قادنیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی عین محمد ہے جب کہ اہل اسلام کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر والحاد ہے۔ خود مرزائیوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ ۱۳۰۰/سال تک کسی مسلمان کا عقیدہ بعثت ثانیہ کا نہیں تھا۔ سب سے زیادہ اتباع کرنے والے صحابہ تھے مگر ان کو اس بعثت ثانیہ کا خیال تک نہیں آیا۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والے اور پوری امت کے نزدیک مستند اور معتبر ہیں۔

(۷) اخبار الفضل قادیان ۲۴/جنوری ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ آج تک کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ بات آنحضرت ﷺ کی شان کے متعلق

بیان نہیں کی اور نہ ہی اس حقیقت سے حضرت مسیح موعود سے پہلے کوئی شخص واقف اور شناسا ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔

(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۷۵)

خاتم النبیین کون حضرت محمد ﷺ یا مرزا قادیانی؟

مرزا کی بعثت ثانیہ والے اس باطل عقیدہ نے قادیانی جماعت پر بہت ستم ڈھایا ہے، قادیانیوں نے اس عقیدہ کو اپنا کر اپنی دنیا و آخرت دونوں تباہ کرلیا امت مسلمہ ایسے تمام عقیدوں کو صریح کفر بلکہ زندقہ سمجھتی ہے قادیانی خلفاء کو اس عقیدے پر کس قدر اصرار ہے۔ اس کا اندازہ مرزا بشیر احمد ایم، اے، کی مندرجہ ذیل تحریر سے لگایا جاسکتا ہے، مگر اس سے پہلے مرزا کی یہ عبارت بھی پڑھ لیں تا کہ معاملہ بالکل صاف ہوجائے۔ وہ لکھتا ہے کہ

”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکارم الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا“۔ (حاشیہ تریاق القلوب، خزائن ۱۵/ ۴۳۲ حاشیہ)

(۱) ”ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

غور کیجئے! مرزا بشیر احمد کتنے کھلے الفاظ میں تمام اہل اسلام کو کافر، پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہہ رہا ہے، وجہ صرف یہی ہے کہ امت مسلمہ قادیانیوں کی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کی قائل نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسالت آنحضرت ﷺ کا دور تیرھویں صدی تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک ہے اس لئے کفر و ایمان کا جو معیار تیرھویں صدی سے پہلے تھا وہی معیار آج بھی اور قیامت تک باقی رہے گا اور

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی سے اس معیار میں تبدیلی ہوگئی ہے سراسر کفر ہے۔

(۲) مرزا بشیر لکھتا ہے اب معاملہ صاف ہے اگر آنحضرت ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے؟ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ ﷺ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶ / ۱۴۷)

جن لوگوں کو مرزائیوں کی تکفیر پر ترس آتا ہے اور وہ انکو احمدی مسلمان کا لیبل لگا کر امت محمدیہ میں باقی رکھنے پر اصرار کرتے ہیں۔ شاید ایسے لوگوں کی نظروں سے اس طرح کی عبارتیں اور جملے نہ گذرے ہوں جن میں مرزائی تمام امت مسلمہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اسلامی حدود و قیود کو توڑ دینے کے بعد اور کفر کو ایمان بنا کر پیش کرنے کے بعد بھی قادیانیوں کو مسلمان کہا جائے۔

قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی ذات ہی ایمان اور کفر کی کسوٹی ہے جس طرح ایک مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات پاک کو ایمان کیلئے دار و مدار سمجھتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ مرزائی امت مرزا قادیانی کو اپنے ایمان کا دار و مدار سمجھتی ہے۔

کلمہ طیبہ کے متعلق مرزا بشیر احمد اس طرح وضاحت کرتا ہے کہ

اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اور ھم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود آنحضرت ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے ''فصار وجودی دجودہ'' نیز ''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فماعرفنی ومارای'' اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالی کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفع اور خاتم النبین کو دنیا میں مبعوث کریگا جیسا کہ آیت

''وآخرین منھم'' سے ظاہر ہوتا ہے۔ بس مسیح موعود خود آنحضرت ﷺ ہے جو اشاعت اسلام کیلئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آئی (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

قارئین! اس بات کو سمجھ گئے ہونگے کہ کتاب وسنت میں جو کچھ خصوصیات آنحضرت ﷺ کی ذکر کی گئی ہیں۔ اور کلمات اسلام میں قرآن پاک میں حدیث شریف میں جہاں کہیں آپ ﷺ کا ذکر پاک ہے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا عقیدہ ہے کہ ان سب کا مصداق مرزا قادیانی ہے، مرزا قادیانی آپؐ کی ہمسری بلکہ آپؐ پر برتری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور قادیانی امت اس پر ایمان لاتی ہے۔

مرزا قادیانی کی جن باتوں پر ہم کو اعتراض ہے اور ہم اس کو انبیاءؑ، صحابہؓ، اولیاءؒ، کتاب اللہ اور شعائر اسلام کی گستاخی سمجھتے ہیں مرزائی امت انہیں باتوں کو عین ایمان سمجھتی ہے، جس طرح ایک مسلمان کے نزدیک تمام عقیدتوں، کا منتہیٰ حضرت نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی ہے بعینہ قادیانیوں کے نزدیک وہی درجہ انکے حضرت صاحب یعنی مرزا قادیانی کا ہے اور جو قادیانی اپنے ان نظریات سے دست بردار ہو جائے وہ احمدی نہیں رہ جاتا اور احمدیوں کے نزدیک مسلمان جب تک ایک احمدی کی طرح مرزا قادیانی کی ذات اور اس کی تمام باتوں پر یقین نہ کریں نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھنے کے باوجود اور انکی پیروی کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اسلام اور احمدیت کا فرق بالکل واضح ہے دونوں میں کفر، ایمان اور حق و باطل کی نسبت ہے۔

مرزا قادیانی کی تحریر اور کردار کو دیکھتے ہوئے اس کو شریف انسان تسلیم کرنا بھی مشکل ہے چہ جائیکہ ایسے مرتد، ملحد، کافر، زندیق شخص کو مصلح، مہدی، مجدد اور نبی تسلیم کیا جائے۔ ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ جس شخص کو تم محمد ثانی کہتے ہو اور العیاذ باللہ پہلے محمد ﷺ سے بھی افضل اور برتر قرار دیتے ہو جس کے نہ ماننے والوں کو جہنمی کافر کہتے ہو اسکی ذاتی زندگی اسکی اپنی تحریروں کے آئینے میں کیسی تھی؟ اور اس کے اپنے ہی لوگوں کی شہادتیں کن حقائق سے پردہ اٹھاتی ہیں؟ کیا ایسا شخص معاشرے میں عام انسانوں کے برابر بیٹھنے کے لائق ہے چہ جائیکہ اسے مجدد اور مصلح

کی مسند پر بٹھایا جائے۔ بفرض محال اگر نبوت جاری بھی ہوتی اور عیسیٰ آسمان پر زندہ نہ بھی ہوتے بلکہ مرزائی عقیدے کے مطابق وہ فوت ہو چکے ہوتے، اور ایک فرشتہ مرزا قادیانی کے ساتھ ساتھ ہوتا جو یہ منادی کرتا رہتا کہ اے لوگو! یہی امت محمدیہ کا آخری خلیفہ اور مسیح ابن مریم ہے تب بھی اسے اسلامی اصول وضابطہ کے تحت مسلمان تسلیم کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ جو حلول کا قائل ہو تناسخ کا قائل ہو آواگون کا قائل ہو کتاب اللہ میں تحریف کا مرتکب ہو شعائر اسلام کی توہین کر رہا ہو، حضرت محمد ﷺ پر طرح طرح کے افتراء اور بہتان باندھتا ہو اللہ پر جھوٹ بولتا ہو اسلامی عقیدہ کا منکر ہو فرائض کا تارک ہو، بدزبان، بدعمل، بدکردار، بددیانت، بداخلاق، اور خائن ہو، عورتوں کا رسیا زانی اور شرابی ہو اسکی نبوت و مسیحیت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

امت مسلمہ کا عقیدۂ ختم نبوت، ظہور مہدی، نزول عیسیٰ کتاب وسنت کی اتنی مستحکم بنیادوں پر قائم ہے کہ کوئی بھی اچھے سے اچھا باکمال دین دار انسان جو ان تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہو جو مرزا میں موجود ہیں اسکی عفت، پاک دامنی، تقوی، طہارت، امانت، دیانت اور صداقت پوری دنیا میں معروف و مسلم اور ضرب المثل ہو۔ ایسے شخص کو بھی خاتم النبین کے بعد نبی، عیسیٰ بن مریم کے بدلے مسیح اور امام مہدی کی جگہ امت محمدیہ کا آخری خلیفہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا یہ مسئلہ ایمانیات کا ہے اس میں مجازی، ظلی، بروزی فلسفوں کی گنجائش نہیں ہے۔

قادیانی بھی ان باتوں کو سمجھتے ہیں کہ انکے لئے مرزا قادیانی کو عین محمد ثابت کرنا اور دین محمدی میں کوئی تحریف کرنا آسان نہیں ہے اسی لئے وہ اصل موضوع پر بات کرتے ہوئے کتراتے ہیں اور مصلح، مجدد، مثیل مسیح، حیات و وفات مسیح اجراء نبوت اور ختم نبوت کے موضوعات کو چھیڑ کر لوگوں میں تشویش پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عقائد اسلام حقائق اسلام ہوتے ہیں، عقیدہ ایک قطعی اور یقینی چیز ہوتی ہے مرزائیوں کی اجرائے نبوت، ختم نبوت، حیات و وفات مسیح کی بے جا بحثوں کے نتیجے میں کسی مسلمان کے عقیدے کا متزلزل ہو جانا اور اس کا ان چیزوں کے بارے میں بدگمانیوں اور تشویش میں مبتلاء ہو جانا بہت خطرناک مرحلہ

ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں ایسے فتنے ہوں ان کا سد باب فوری طور پر ہوجانا چاہئے قادیانیوں کو کہیں بھی مسلمانوں کے سماج میں پہونچنے کا موقع نہیں دینا چاہئے جس طرح قادیانیت دین اسلام سے بغاوت اور مستقل مذہب ہے علماء کرام نے اسے مذہبی زبان اور مذہبی اصطلاحات میں بے نقاب کیا۔ اور اس کا شرعی حکم بیان فرمایا۔ اسی طرح قادیانیت ایک انگریزی سازش بھی ہے جسے انگریزوں نے ہندوستانیوں کو دیر تک اپنا غلام بنائے رکھنے کیلئے اور اس ملک کے استحصال کے لئے تیار کیا تھا اس سازش کا نام انھوں نے تحریک احمدیت رکھا تھا اللہ تعالی کا بڑا کرم ہوا کہ روز اول سے علماء کرام نے اس کا تعاقب شروع کردیا جواب تک جاری ہے۔ اور اس وقت تک تحفظ ختم نبوت کی محنت جاری رہے گی انشاءاللہ جب تک یہ فتنہ دنیا میں باقی ہے۔

مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء

ہمارا یہ دور جس میں یہ سطور زیر قلم ہیں، مرزا قادیانی کے پانچویں خلیفہ مرزا مسرور کی خلافت کا ہے، مرزا مسرور مرزا قادیانی کے بیٹے کا پوتا ہے، یعنی مرزا مسرور احمد ولد مرزا منصور احمد ولد مرزا شریف احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی۔

مرزا قادیانی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی اس کے بعد مرزا قادیانی کا ساتھی حکیم نورالدین بھیروی ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۴ء تحریک احمدیت کی قیادت کرتا رہا اسکے دور میں جماعت متحد رہی حکیم نورالدین بھیروی کے مرنے پر جانشینی کے مسئلہ کو لیکر قادیانی جماعت میں اختلاف ہوا۔ جماعت کے کچھ لوگوں نے مسٹر محمد علی کو خلیفہ بنایا مگر مرزا کی بیوی نصرت جہاں بیگم نے اپنے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کو کچھ مرزائیوں کو حمایت میں لیکر مرزا کا دوسرا جانشین بنادیا اور جماعت تقسیم ہوگئی، احمدیوں کے دو گروپ بن گئے، ایک لاہوری، جس کا امیر مسٹر محمد علی تھا اس نے لاہور میں انجمن اشاعت اسلام احمدیہ قائم کیا۔ اور دوسرا گروپ قادیانی، جس کا امیر مرزا بشیر الدین محمود تھا۔ مرزا محمود انتہائی گھناؤنے کردار کا آدمی تھا عیاشی، بدکاری، زنا کاری الغرض طرح طرح کے الزامات خود اسی کی جماعت کے لوگوں نے لگائے اور ثابت بھی کئے مگر وہ تادم اخیر اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آیا اور ۱۹۶۵ء میں مرگیا۔ اس کے حالات کیلئے

تاریخ محمودیت کے پوشیدہ اوراق۔ ربوہ کا مذہبی آمر۔ شہر سدوم وغیرہ بہت بڑی شہادت ہیں۔

مرزا محمود کے بعد اس کا لڑکا مرزا ناصر احمد ۱۹۶۵ء میں خلیفہ نامزد ہوا اس کو مرزائی امام جماعت احمدیہ اور خلیفۃ المسیح الثالث کہتے ہیں۔ اسی کے دور میں ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۲ء میں اس کی موت کے بعد پھر مرزائیوں میں خلافت کے مسئلہ کو لیکر اختلاف ہوا مرزا رفیع احمد اور مرزا طاہر خلافت کے دو امیدوار تھے مرزا رفیع احمد کو طاہر گروپ نے اغوا کرا دیا اور مرزا طاہر کو خلیفہ اعلان کر دیا گیا اسی کے زمانہ میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری فرمایا تو مرزا طاہر پاکستان سے فرار ہو کر لندن چلا گیا جب سے مرزائیوں کا عالمی مرکز ربوہ پاکستان کے بجائے بیت الفتوح لندن ہو گیا مرزا طاہر نے ۱۹۸۸ء میں علماء اسلام بالخصوص حضرت الاستاذ فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا جس کی پاداش میں خطرناک بیماری میں مبتلا ہو کر ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کو ہلاک ہو گیا جبکہ مولانا چنیوٹیؒ اس کے مرنے کے بعد بصحت وعافیت زندہ وسلامت رہے اور جون ۲۰۰۴ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

پانچواں خلیفہ مرزا مسرور مرزا طاہر کے بعد ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو خلیفہ بنایا گیا تادم تحریر یہی خلیفہ ہے اسکو مرزائی خلیفۃ المسیح الخامس کہتے ہیں۔ اس خلیفہ کے دور میں تین بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

(۱) اس نے بلا تأمل قادیانیت کو مستقل مذہب کے طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ (خطبہ جمعہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۳ء مسجد پیرس)

(۲) اس نے اپنی دعوت وتبلیغ کی محنت مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم اقوام میں بھی شروع کردی ہے وہ اقوام احمدیت کو ہی اصل اسلام سمجھ رہی ہیں۔

(۳) اس نے اپنی جماعت کے معلمین ومبلغین کو مناظرہ ومباحثہ سے منع کردیا ہے اور عوام میں قابل اعتراض مواد کی نشر واشاعت کو روک دیا ہے اور اس وقت ”محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں“ کے خوبصورت عنوان کو خوب پھیلایا جا رہا ہے تا کہ لوگ بآسانی قادیانیت کا شکار ہو سکیں۔

احمدیہ مسلم مشن سامراجی سازش ہے

''انگریزی حکومت کو اگر ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے ہم احمدیہ جماعت کو کمزور کریں''

اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی تحریک ایک برطانوی سازش تھی، جس سے انگریزوں کا مقصد دیر تک اس ملک کو غلام بنائے رکھنا تھا، مستند دستاویز اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ قادیانیوں نے ہمیشہ انگریزی سامراج کے ساتھ وفاداری کی اور جدوجہد آزادی کی مخالفت کی ہے مسلم مجاہدین آزادی ہی نہیں، غیر مسلم سیاسی قائدین کو بھی ان سازشوں کا ادراک تھا، انہوں نے مختلف موقعوں پر اس کا اظہار بھی کیا ہے، مثال کے طور پر پنڈت جواہر لال نہرو جب یورپ کے طویل سفر سے واپس آئے تو انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ

> انگریزی حکومت کو اگر ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے ہم احمدیہ جماعت کو کمزور کریں (اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۶،۳۱ / اگست ۱۹۳۵ء)

یہ تاثر بے وجہ نہیں تھا، درج ذیل عبارتیں ملاحظہ فرمالیں تو آپ کو پنڈت جواہر لال نہرو اور ان جیسے قومی قائدین کے تبصروں کی اہمیت معلوم ہو جائے گی، ہاں یہ اور بات ہے کہ قادیانی جماعت نے اپنی فریب کاریوں اور دھوکہ دہی سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا کام بھی کیا ہے تاکہ ان سنگین الزامات سے بچنے کے لیے اپنی مشتبہ کارروائیوں کا سہارا لے سکے لیکن جب کوئی تاریخ رقم ہو جاتی ہے اور کسی جماعت کی جدوجہد کے درپردہ اسکے عزائم بے نقاب ہو جاتے ہیں تو اسے لوگوں کی انکھوں سے اوجھل رکھنا اور چھپانا آسان نہیں ہوتا ایسا ہی کچھ معاملہ اس احمدیہ مسلم مشن کا بھی ہے پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے اپنی کتاب قادیانی مذہب سیاسیات کے باب میں اس کی بہت کچھ تفصیلات جمع کردی ہیں وہیں سے چند اقتباسات یہاں بھی نقل کردئے جاتے ہیں۔

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ من جانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان)

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدید جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے، جس کا میں پیشوا اور امام ہوں، گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔۔۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگ جوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد ۳، ص ۱۸-۱۹)

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے عنایت خاص کا مستحق ہوں۔۔۔۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھپیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کرے تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبرو ریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔

اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں وغیرہ

(اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں۔۔۔للمولف)

(مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات ۳/۲۰-۲۱-۲۲)

اعترافات خلفاء قادیان

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں،،، اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔

(برکات خلافت ص ۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالا بار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہوگئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دئے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا مسجدوں سے روک دیا گیا،،،، گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو،، ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔

(انوار خلافت ص ۹۵ و ۹۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلے میں بہت چھوٹی تھی۔ اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریر میں موجود ہیں۔ اس وقت گورنمنٹ کے لیے چندے کیے گئے۔ مدد دینے کی تحریکیں کی گئی۔ دعائیں کرائی گئیں۔ آج بھی ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلد ۵/۱۳-۷ مورخہ ۱۴/اگست ۱۹۱۷ء)

موجودہ جنگ کی تیسری سالگرہ ۴ / اگست ۱۹۱۷، کوتھی جس کے متعلق تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے قادیان میں ایک خاص یہ منعقد فرمایا جس میں تمام قادیان کے احمدی دکاندار، اہلکاران اور طلبہ ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ بلوائے گئے۔ بعد نماز عصر ایک تقریر فرمائی جس دعائیہ جلسہ میں برٹش راج کے احسانات اور برکات کو واضح طور پر سامعین کے ذہن نشین کروا دیا اور برٹش راج سے پہلے مسلمانوں کی ذلیل حالت کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ سکھوں کے وقت میں ان کے مذہب کی کیا حالت تھی۔ بالخصوص حضور ممدوح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی وہ ہدایات یاد دلائیں جن میں حضرت اقدس نے اپنی شرائط بیعت میں حاکموں کی فرمانبرداری کو بھی داخل فرمایا ہے اور تاکید احکم دیا ہے اور فرمایا کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو تم پر حاکم ہوں ان کی فرمانبرداری کرو تو گویا گورنمنٹ کے برخلاف کسی امر میں حصہ لینے والا خدا کا نافرمان ہے اور مثالیں دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض کالج کے طلباء سے بھی جب انہوں نے اسٹرائیک کرنے والوں کی حامی بھری تھی قطع تعلق کر لیا تھا تو خوب سوچو کہ جو محسن گورنمنٹ کا باغی ہو اس کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا ہے ،،،، حضرت مسیح موعود نے بھی تم پر بھروسہ کیا ہے کہ احمدی کبھی اپنے مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہو گئے ہیں اپنی بھی بساط سے بڑھ کر تن من دھن سے حصہ لیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۱ / اگست ۱۹۱۷ء)

آج کل کانگرس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور بیچارے سخت مشکل میں آتے ہیں ،،،، گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگریس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے اور اولی الامر منکم کی تفسیر

کے دریا بہائے جارہے ہیں۔ غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگرس والوں کا توان دنوں یہ حال کررکھا ہے۔

غم صیاد فکر باغباں ہے		دو عملی میں ہمارا آشیاں ہے

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام مصلح مورخہ ۲۳/جون ۱۹۳۰ء)

میں نے پھر بھی کانگرس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقینا ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کرجاتی اور یہ صرف میری ہی رہنمائی تھی جس کے نتیجے میں دوسری اقوام کو بھی جرات ہوئی اور ان میں سے کئی کانگرس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوگئیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۷ مورخہ ۲۸/مئی ۱۹۳۱ء)

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگرس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی گزشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپے خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کیے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کرسکتے ہیں سینکڑوں تقریر یں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کی اعلی مشورے ہم نے دیے جنہیں اعلی حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۹۱ ص مورخہ ۲۹/جنوری ۱۹۳۵ء)

قادیانی کہانی

ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ یہ کہتے چلے آئے کہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے زمینداری، محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔

دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں بلکہ ہمیں رنج دو وجہ سے

ہے۔ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی۔ظاہر و باطن دوستی کی مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کیے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا ،،،، پھر دوسری وجہ ہماری شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے اس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا اور ملک کا امن برباد ہوتا ہے،،، ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ہم ہمیشہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لیے فدا کیں۔یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد اس تمام ادعائے وفاداری کے بعد اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلاوجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی،اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور سول ڈس اوبیڈ ینس کا مرتکب قرار دے دیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان،مندرجہ اخبار الفضل،قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸،ص ۲ — ۳،مورخہ ۱۱/نومبر ۱۹۳۴ء)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء کی تحریروں کے چند اقتباسات جو اس حقیقت کو مکمل طور پر واضح کر دیتے ہیں کہ قادیانی تحریک سراسر انگریزی سامراج کی تائید کے لیے ایک مذہبی رنگ میں وجود میں آئی تھی جس کا مقصد مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے منحرف کر کے اسلام اور مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا اور اسلام دشمن طاقتوں کو مستحکم کرنا تھا۔اس جماعت نے پہلے اور اب تخریب اسلام کے لیے دشمنان اسلام کے آلہ کار بن کر ملت اسلامیہ پر کیا کیا مظالم ڈھائے ہیں اسکی ایک طویل داستان تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے،تادم تحریر مرزا مسرور ’’خلیفۃ المسیح الخامس‘‘ اقامت دین،نظام خلافت اور مسیح موعود کے

مذہبی نام کا چولا پہن کر مسلسل اسلام اور مسلمانوں کو عالمی طور پر نقصان پہنچا رہا ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا کہ احمدیہ مسلم مشن دیگر مسلم فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ ہے جس کی علماء کرام تعصب اور تشدد کی بنا پر تکفیر کر رہے ہیں۔

دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں بلکہ ہمیں رنج دو وجہ سے ہے۔ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی۔ظاہری و باطنی دوستی کی مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کیے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا،،، پھر دوسری وجہ ہمارے شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے اس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا اور ملک کا امن برباد ہوتا ہے،،،ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ہم ہمیشہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سکریٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لیے فدا کیں۔یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد اس تمام ادعائے وفاداری کے بعد اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلا وجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی، اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور سول ڈس اوبیڈ ینس کا مرتکب قرار دے دیا۔(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل، قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸،ص ۲ — ۳،مورخہ ۱۱/نومبر ۱۹۳۴ء) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء کی تحریروں کے چند اقتباسات جو اس حقیقت کو مکمل طور پر واضح کر دیتے ہیں کہ قادیانی تحریک سراسر انگریزی سامراج کی تائید کے لیے ایک مذہبی رنگ میں وجود میں آئی تھی جس کا مقصد مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے منحرف کر کے اسلام اور مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا اور اسلام دشمن طاقتوں کو مستحکم کرنا تھا۔اس جماعت نے پہلے اور اب تخریب

اسلام کے لیے دشمنان اسلام کے آلہ کار بن کر ملت اسلامیہ پر کیا کیا مظالم ڈھائے ہیں اسکی ایک طویل داستان تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے، تادم تحریر مرزا مسرور خلیفۃ المسیح الخامس اقامت نظام خلافت اور مسیح موعود کے مذہبی نام کا چولا پہن کر مسلسل اسلام اور مسلمانوں کو عالمی طور پر نقصان پہنچا رہا ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا کہ احمدیہ مسلم مشن دیگر مسلم فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ ہے جس کی علماء کرام تعصب اور تشدد کی بنا پر تکفیر کر رہے ہیں۔

علامہ اقبالؒ کی تحریر:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین (ختم رسالت پر ایمان) ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں مثلاً برہمو سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ قادیانیوں کی طرح انبیاء کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہے اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دوراہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہونچ سکیں''۔۔۔۔(حرف اقبال ص ۱۲۷/۱۲۸/ قادیانی)

گویا کہ علامہ اقبال نے برسوں پہلے یہ تصور پیش کیا کہ قادیانیوں کو سماج میں ایک غیر

مسلم اقلیت کے طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے ریمارکس

''میں اس باب میں کوئی شک و شبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

جواہر لال نہرو کے یہ الفاظ کچھ پرانے خطوط سے نقل کئے گئے ہیں، جس میں علامہ اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو سے اس مسئلہ پر خط و کتابت کی تھی۔۔۔۔

جواہر لال نہرو کو بخوبی اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ سامراجی طاقتوں کا قادیانی فرقہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔اور یہ نہیں ہوسکتا کہ قادیانی فرقہ طاقتور رہے اور ہندوستان کو آسانی سے آزادی حاصل ہوجائے۔خاص طور سے اپنے بیرونی اسفار میں جواہر لال نہرو نے اس کا بخوبی مشاہدہ کیا۔

بشیر الدین محمود نے اخبار الفضل میں ایک آرٹیکل اس حوالہ سے تحریر کیا تھا ملاحظہ ہو اخبار الفضل ۶ / اگست ۱۹۳۵ کی یہ تحریر

> ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔(قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ۲/ ۲۹۴)

مرزا قادیانی مذہبی اور قانونی مجرم

مرزا قادیانی اپنے کو انگریزوں کا خودکاشتہ پودا کہتا ہے اور انگریزی سرکار احمدیت کا بھر پور تحفظ کرتی ہے مگر مرزا قادیانی خود کو قانون کی گرفت سے نہیں بچا سکا اور عدالتوں

کا چکر کاٹتا رہا ۱۸۹۹ء کی بات ہے مرزا قادیانی کی واہیات پیش گوئیوں، بدزبانی، گالم گلوج اور دل آزار اشتہار بازی کی وجہ سے مرزا اور اسکی جماعت کو انگریزی عدالت نے امن وامان کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے جج ڈوئی صاحب اور لالہ آتمارام کی عدالت میں۔ مندرجہ ذیل حلف نامہ لیا گیا اور ایسا کئی بار ہوا کہ مرزا عدالتوں کے احکام کی پابندی نہیں کرسکا۔ اور جرمانہ ادا کرنا پڑا۔ وہ حلف نامہ یہ ہے۔

میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالی حاضر جان کر یہ اقرار صالح کرتا ہوں کہ آئندہ!

(۱) ایسی پیشین گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جاوے یا خدا تعالی کی ناراضگی کا مورد ہو شائع کرنے سے اجتناب کرونگا۔

(۲) میں اس سے بھی اجتناب کروں گا کہ خدا کی درگاہ میں دعا کی جاوے کہ کسی شخص کو حقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عتاب الٰہی بنے یا یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔

(۳) ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہوں۔

(۴) میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین یا اسکے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف گالی گلوج کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں جس سے اسکو درد پہونچے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کروں گا۔ جیسا کہ دجال، کافر، کاذب بطالوی میں کبھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے خلاف کچھ شائع نہ کروں گا، جس سے اس کو آزار پہنچے۔

(۵) میں اجتناب کروں گا مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو مباہلہ کے لئے بلاؤں۔ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ میں

کون صادق اور کون کاذب ہے۔ نہ میں محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو اس بات کے لئے بلاؤں گا، کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشین گوئی کریں۔

(۶) میں حتی الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہوسکتا ہے اس طرح کاربند ہونے کا ترغیب دوں گا جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر ا/۲/۳/۴/۵ میں اقرار کیا ہے۔(۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء) دستخط مسٹر ڈوئی بحروف انگریزی۔

دستخط مرزا غلام احمد۔ دستخط کمال الدین پلیڈر وکیل قادیانی۔

(تازیانہ عبرت ۷۹؍مجموعہ اشتہارات ص ۱۳۴؍ج ۳)

مگر مرزا قادیانی اس کا پابند نہ رہ سکا درمیان میں غیر قانونی حرکتوں کی وجہ سے پھر عدالت کو مداخلت کرنا ہوا۔ چنانچہ

۸؍اکتوبر ۱۹۰۴ء میں لالہ آتما رام مہتہ نے اپنے ایک طویل فیصلہ میں گذشتہ دونوں بدزبانی کے جرائم میں مرزا کے ملوث ہونے کی تاریخ بیان کرتے ہوئے، کورٹ میں حکام بالا کے سامنے کئے گئے عہد و پیمان کی خلاف ورزی، حلف نامہ اور اپنے خدا کے سامنے کئے گئے عہد و پیمان کا پاس ولحاظ نہ کرنے اور موجودہ بدزبانی کے جرم کی پاداش میں پانچ سو روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ کی قید کی سزا سنائی۔

نقل حکم عدالت لالہ آتما رام بی، اے اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول زیر دفعہ ۵۰۰/۵۰۱/۵۰۲؍تعزیرات ہند۔

ثابت ہوا کہ ملزم نمبر ا(مرزا غلام احمد قادیانی) زیر دفعہ ۵۰۰؍ تعزیرات ہند اور ملزم ۲؍(حکیم فضل دین مرید مرزا) زیر دفعہ ۵۰۱/۵۰۲؍ تعزیرات ہند مجرم ہے۔ اور ان کو ان جرائم کا مجرم تحریر ہذا کی رو سے قرار دیا جاتا ہے، اب فیصلہ کرنا بنسبت سزا کے رہا۔ مدعا سزا سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ مجرم کو بدلہ اس کے مثل کا دیا جائے بلکہ اس کو آئندہ کے لئے ایسے جرم سے روکنے کا منشاء ہوتا ہے۔ صورت ہذا میں ایک خفیف جرمانہ سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوسکتا اور غالباً ملزم اسے محسوس نہ کریگا۔ ہر روز اسے بے شمار چندہ پیروں سے

آتا ہے ملزم ا/ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا ہے اگر اس کے اس میلان طبع کو برمحل نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔

۱۸۷۹ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم کو ہیچو قسم تحریرات سے باز رہنے کے لئے فہمائش کی تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا ہیچو قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا۔ نظر بر حالات بالا ایک تعداد جرمانہ کی ملزم ا/ پر ہونی چاہئے۔ اور ملزم ۲/ پر اس سے کچھ کم لہٰذا حکم ہو کہ ملزم نمبر ا/ (مرزا غلام احمد قادیانی) پانچ سو روپے جرمانہ دے اور ملزم نمبر ۲/ (فضل دین) دو سو ورنہ اول الذکر (مرزا قادیانی) چھ ماہ اور آخر الذکر پانچ ماہ قید محض میں رہیں۔ حکم سنا گیا۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۰۴ء دستخط حاکم۔

(تازیانہ عبرت ص ۱۹۵)

آخر میں مرزا قادیانی کی بدزبانی کے چند نمونے پیش ہیں تا کہ آپ اندازہ لگا سکیں۔ نبوت اور مسیحت کا دعوے دار کس کردار و سیرت کا حامل ہے اور کیوں بار بار عدالت کو مداخلت کرنی پڑی۔ اس طرح مرزا اپنے ہی شعر کا مصداق ہو گیا۔

ہر بد سے ہی برا ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں ہو نجاست بیت الخلاء وہی ہے

(۱) ''اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔

(انجام آتھم، خزائن ۱۱/ ۲۱)

(۲) ''مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا....... پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ، رسول کے'' (ضمیمہ انجام آتھم خ ۳۴۳ ج ۱۱)

''اے بدذات، یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیر ابھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی

کھا گئی۔ (ضمیمہ انجام آتھم در روحانی خزائن ۳۳۹، ج۱۱)

(۳) ''یہودیوں کیلئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ (علماء) خالی گدھے ہیں''۔

(ضمیمہ انجام آتھم خ ص ۳۳۱ ج۱۱)

(۴) ''مگر کیا یہ لوگ قسمیں کھالیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں''۔ (ضمیمہ انجام آتھم خ ص ۳۰۹ ج۱۱)

وَمِنَ اللّئَامِ اَریٰ رُجَیْلاً فَاسِقاً		غُوْلاً لَعِینًا نُطْفَةَ السُفَهَآءِ

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌوَ مُزَوِّر		نَحِسٌ یُسَمّٰی السَعْدُ فِیْ الْجُهَلَآءِ

بدگو ہے اور خبیث ہے اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا۔

آذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصادِق		اِنْ لَّمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ بُغَآءِ

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ (اے کنجر کی اولاد)

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۴۴۵ و ۴۴۶ در روحانی خزائن جلد ۲۲)

اس لئے مرزائیت، قادیانیت یا بقول مرزائی احمدیت کو دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ کوئی مذہبی فرقہ یا گروہ نہیں ہے بلکہ مجرموں کا ایک ٹولہ ہے جو انگریزی سامراجی سازش کا اہم حصہ تھی اور آج بھی دشمنان اسلام کا آلہ کار ہے۔ علماء نے ان کو مذہبی زبان میں کافر، مرتد، زندیق کہا ہے تو عدالتوں نے دفعہ ۵۰۰/۵۰۱/۵۰۲ کا مجرم قرار دیا ہے۔ آزادی سے قبل یہ جماعت انگریزوں کا دست راست تھی۔ جس کی مدد سے ہندوستانیوں پر انگریز غلامی کا شکنجہ مضبوطی سے کسے ہوتے تھے ظاہر ہے ایسی جماعت آزاد ہندوستان کیلئے آج بھی خطرہ ہے، اور ان کی بڑھتی ہوئی

سرگرمیاں ملک وملت کیلئے خطرناک ہیں۔ہم سب کواس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ

دنیا کے تمام جھوٹے مدعیوں کے دعوؤں کو جمع کیا جائے تو وہ مرزا قادیانی کے دعوؤں سے کم ہی ہونگے سب نے مل کر بھی اتنے کثیر اور مختلف الجہات دعوے نہیں کئے اور نہ ہی اتنی تحریفات کا ارتکاب کیا جتنا اکیلے مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں کیا ہے انہیں تحریفات، دین اسلام سے بغاوت، مختلف دعوؤں اور کفریہ عبارتوں کی وجہ سے جس میں سے کچھ ہم اسی مضمون میں نقل کر چکے ہیں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے متفقہ طور پر مرزا قادیانی اوراس کی جماعت کے کفروارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔اور کئی ایک عدالتوں نے مرزا قادیانی اوراس کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنہ کے زمانہ سے لے کر اب تک تمام مکاتب فکر کے علماء نے مرزا قادیانی اوراس کی جماعت کے کفروارتداد کا فتوی دیا ہے صدہا فتاوی میں سے چند فتوے ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں۔

۱۔ علماء لدھیانہ کا فتویٰ

”یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) مجدد نہیں بلکہ زندیق اور خارج از اسلام ہے“۔ (رئیس قادیان ص ۱۷۳ بحوالہ فتاوی قادریہ ص ۳)

۲۔ قاطع عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی ؒ کا فتویٰ

مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کے ایک استفتاء پر مکہ معظّمہ سے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے فتوی لکھا کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہے“(رئیس قادیان ص ۳۸۱ بحوالہ فتاوی قادریہ ص ۱۸)

۳۔ امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کا فتویٰ

”مرزا غلام احمد قادنی بوجہ ان تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالوں کذابوں خارج از طریقۂ اہل سنت وداخل زمرۂ اہواء ہے اوراس کے

اتباع بھی مثل اس کے ہیں“ (اشاعت السنۃ ص ۲۷۳ ج ۱۳ شمارہ ۱۲)

۴۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا فتویٰ

”قادیانی اپنے عقائد مخصوصہ کے سبب مسلمان نہیں کہلا سکتے اس واسطے کسی مسلمان کو ان سے کسی قسم کا تعاون جائز نہیں (مہر منیر ص ۲۹۳ بحوالہ قادیانیت ہماری نظر میں ص ۶۳)

۵۔ شیخ طریقت خواجہ غلام فرید کا فتویٰ

”مرزا قادیانی کافر ہے قادیانیت فرقہ ناری اور جہنمی ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا“

(فوائد فریدیہ ص ۱۳ مضمون خواجہ غلام فرید ضیاء حرم دسمبر ۱۹۷۴ء بحولہ قادیانیت ہماری نظر میں ص ۶۰)

۶۔ حضرات اکابر دیوبند رحمہم اللہ کا متفقہ فتویٰ

۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرت مولانا محمد سہول بھاگلپوری نے ایک سوالنامہ کے جواب میں مرزا قادیانی کے کفریہ اقوال نقل کرنے بعد تحریر فرمایا کہ

(۱) مرزا غلام احمد اور اس کے جملہ معتقدین درجہ بدرجہ مرتد زندیق ملحد کافر اور فرقہ ضالہ میں یقینا داخل ہیں۔

(۲) معتقدین مرزا ندکور کے ساتھ کوئی اسلامی معاملہ شرعا ہرگز درست نہیں مسلمانوں کو ضروری اور لازم ہے کہ مرزائیوں کو نہ اسلامی سلام کریں نہ ان سے رشتہ قرابت رکھیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں نہ ان سے محبت اور نہ الفت رکھیں اور نہ ان کو اپنے اسلامی مجمعوں میں شریک ہونے دیں نہ ان کی مجلسوں میں اہل اسلام شریک ہوں جس طرح یہود و نصاری۔ ہندو سے اہل اسلام مذہبا علیحدہ رہتے ہیں اس سے زیادہ مرزائیوں سے الگ رہیں جس طرح سے بول و براز سانپ اور بچھو سے پرہیز کیا جاتا ہے اس سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا شرعا ضروری اور لازمی ہے۔

(۳) کسی مرزائی کے پیچھے نماز ہر گز جائز نہیں مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے پیچھے۔

(۴) مرزائیوں کو نماز پڑھنے یا دیگر مذہبی احکام ادا کرنے کے لئے اہل سنت الجماعت اور اہل اسلام اپنی مسجدوں میں ہر گز نہ آنے دیں۔

(القول الصحیح فی مکائد المسیح ص ۱۱۔ ۱۲ مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند)

اس فتوی پر مندرجہ ذیل مشاہیر علماء دیوبند کے علاوہ برصغیر کے تقریبا ڈیڑھ سو علماء ومفتیان کرام کی تصدیقات وتائیدات ہیں۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا مرتضی حسن چاندپوری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، مولانا اعزاز علی امروہی، مولانا فخر الدین مراد آبادی، علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمہم اللہ وغیرہم۔

(نوٹ) امام اہل سنت مولانا عبد الشکور فاروقی نے اپنی کتاب ''صحیفۂ رنگون بر دجال زبون'' میں اسی فتوی کو نقل فرما کر ۲۸۸ علماء ومفتیان کے نام تحریر فرمائے ہیں جنکی تصدیقات ہیں۔

۷۔ مظاہر علوم سہارنپور کا فتویٰ

''سوال مذکور الصدر میں اکثر ایسے امور ذکر کئے گئے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ ناجائز اور موجب کفر وارتداد قائل ہیں پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور ان اقوال کا مصدق ہو تو اس کے کفر میں کچھ کلام نہیں وہ شرعا مرتد ہوگا جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جو پہلے سے اہل اسلام تھا بعد نکاح کے قادیانی ہو گیا اس کا نکاح فوراً شرعا باطل ہو جائیگا''۔

اس فتوی پر حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحب حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا عبد الرحمن کیمبلپوری وغیرہ اکابر کے دستخط ہیں۔

۸۔ جمعیۃ علماء ہند کا فتویٰ

''قادیانی جماعت مع اپنے بانی اور ان تمام پارٹیوں کے جو مرزا صاحب پر اعتماد

رکھتی ہے اسلام سے خارج ہے اور مرتد کے حکم میں ہے نہ ان سے رشتۂ مناکحت
جائز ہے نہ رشتۂ موانست ومودت نہ انہیں مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا جائز ہے نہ
ان سے وہ معاملات وتعلقات رکھنے جائز ہیں جو مسلمانوں سے رکھے جاسکتے ہیں۔

(نوٹ) یہ فتویٰ جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس عام سورت گجرات منعقدہ ۱۹۵۶ء کے موقع پر مرتب کیا گیا جس پر مندرجہ ذیل اکابر علماء کی تصدیقات ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی، خطیب اسلام مولانا ابوالوفاء شاہجہاں پوری، مولانا محمد قاسم شاہجہاں پوری جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء یوپی، مولانا محمد اسماعیل سنبھلی، مولانا قاضی سجاد حسین، مولانا حمید الدین قمر فاروقی صدر جمعیۃ علماء حیدرآباد، حکیم اعظمی صدر جمعیۃ علماء بمبی، حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری، مولانا سید محمد شاہد فاخری الہ آباد، قاضی محمد حسن بمبئی۔

۹۔ موجودہ علماء دیوبند کا متفقہ فتویٰ

عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند منعقدہ ۲۹ تا ۳۱ اکتوبر ۸۶ء کے موقعہ پر درج ذیل فتویٰ مرتب کر کے جاری کیا گیا جس پر حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند، مفتیان واساتذہ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ کئی سو حضرات علماء ومفتیان کے دستخط ہیں۔

"الحمدلله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين خاتم النبيين وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد

قرآن پاک کی صریح آیت اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ سلسلہ نبوت ورسالت سید المرسلین ﷺ پر پورا ہو گیا اب کسی قسم کے کسی نئے نبی کا کوئی امکان نہیں تمام امت مسلمہ کا صحابہ کرام کے دور سے اس عقیدے پر اجماع ہے

اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے جس کا انکار یا تاویل کفر وارتداد ہے چونکہ مرزا غلام قادیانی نبوت کا مدعی ہے اور اپنی ہفوات کو وحی قرار دیکر قرآن کریم کے برابر کہتا ہے بلکہ خود کو العیاذ باللہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ سے افضل قرار دیتا ہے اس لئے تمام امت محمدیہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ اور اس کی پوری امت اور اس کے تمام فرقے اسلام سے خارج اور مرتد ہیں مسلمانوں کو ان سے چوکنا رہنا چاہئے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا میل جول رکھیں''

۱۰ ۔ ندوۃ العلماء لکھنو کا فتویٰ

''ان اقوال مذکورہ استفتاء کا جو شخص قائل ہو وہ کافر ہے اسلام سے خارج ہے مناکحت وغیرہ اس سے جائز نہیں۔(ص ۲۴۔۲۵ استنکاف المسلمین)

۱۱ ۔ مدرسہ باقیات صالحات ویلور کا فتویٰ

''علماء اہل حق نے متفقہ طور پر قادیانی کو کافر اور خارج از ملت قرار دیا ہے''(فتاوی باقیات صالحات ۱۱۲)

۱۲۔ شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ

''ان عقائد ومقالات اور اس طریق عمل میں مرزا قادیانی پابندی اسلام خصوصا مذہب اہل سنت سے خارج ہے۔۔۔۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے دجال، کذاب سے احتراز کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں نہ اس کی صحبت اختیار کریں نہ اس کو ابتداءً اسلام کریں نہ اس کو دعوت مسنون میں بلائیں نہ اس کی دعوت قبول کریں نہ اس کے پیچھے اقتداء کریں نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں اگر انہیں اعتقادات واقوال پر یہ رحلت کرے''(اشاعت السنۃ ص ۱۴۰ و ۱۸۵ جلد ۱۳ شمارہ ۵۔۶)

(نوٹ) اس فتوی پر ملک کے تقریبا دو سو علماء کی تصدیقات ہیں یہ استفتاء جواب اور تصدیقات اشاعۃ السنۃ لاہور کی جلد ۱۳ کے شمارہ ۴۔۵۔۶۔۷۔۱۱۔۱۲ کے تقریبا ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۳۔ استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی کا فتویٰ

’’جس شخص کے یہ عقائد و مقالات ہیں جو سوال میں مذکور ہوئے وہ بیشک دائرۂ اسلام سے خارج اور ملحد و زندیق ہے نعوذ باللہ من شرورہ‘‘ (اشاعت السنۃ ص ۱۹۰ جلد ۱۳ شمارہ ۵۔۶)

۱۴۔ صاحب عون المعبود مولانا شمس الحق عظیم آبادی کا فتویٰ

’’اس میں شک نہیں کہ کادیانی نے مذہب الحاد اختیار کیا ہے اور نصوص کتاب و سنت کو اپنی جگہ سے پھیرا ہے‘‘ (اشاعت السنۃ ص ۳۷۶ جلد ۱۳ نمبر ۱۲)

۱۵۔ حافظ عبد المنان وزیر آبادی کا فتویٰ

’’میں نے کادیانی کی کتابوں کا بار بار مطالعہ کیا تو ان کو کفر و الحاد سے اور خدا اور سول پر افتراء سے پر پایا وہ کہیں کسی امر کو تسلیم کرتا ہے کبھی اس سے انکاری ہوتا ہے اس کا طریق اہل الحاد و فساد کا طریق ہے اس کا کجی و عناد والوں کا مذہب ہے وہ ان دجالوں میں سے (جن کے آنے کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے) ایک دجال ہے‘‘ (اشاعت السنۃ ص ۳۶۵ جلد ۱۳ شمارہ ۱۲)

۱۶۔ دہلی کے مشہور عالم مولانا محمد ابراہیم دہلوی کا فتویٰ

’’فرقہ قادیانی قطعاً منکر آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کا ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے ان سے مناکحت یقیناً ناجائز اور باطل ہے‘‘ (استنکاف المسلمین ص ۲۳)

۱۷۔ مشہور اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ

’’مرزا صاحب اور انکی جماعت چونکہ عقائد باطلہ کی حامل ہے اور اصول اسلام سے منحرف ہے۔ اس لئے وہ کافر ہے اور دین محمد ﷺ سے اسکا کوئی تعلق نہیں‘‘ (سیرت ثنائی ص ۱۷۸/۱۷۹)

۱۸۔ مشہور سلفی عالم مولانا عبدالغفور غزنوی کا فتویٰ

"مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے لہذا جماعت مرزائیہ مرتد خارج از اسلام ہے سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے" (استنکاف المسلمین ص ۳۱)

۱۹۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ

"علماء کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ "من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر" جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت وحیات کے سب علاقے اس سے قطع کریں، بیمار پڑ جانے پر پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام اسکی قبر پر جانا حرام" (فتاوی رضویہ ص ۵۱ ج ۶)

۲۰۔ مشہور بریلوی عالم مولانا دیدار علی رضوی کا فتویٰ

"قادیانی مرتد ہے اور قادیانیوں کے ساتھ نکاح مطلقا جائز نہیں اور اگر مسلمان مرد یا عورت مرتد ہو جائے تو ان کا نکاح فسخ ہوگا"

(استنکاف المسلمین ص ۲۳)

۲۱۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی کا فتویٰ

"قادیانی اپنے عقائد ونظریات کے باعث مرتد ہیں ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر ہو مرتد ہوتا ہے" (روزنامہ جنگ لاہور بحوالہ قادیانیت ہماری نظر میں ص ۸۵)

۲۲۔ مولانا سید خلیل احمد قادری اور دیگر چھ بریلوی علماء کا فتویٰ

"جو شخص خود کو پیغمبر کہے گا یا حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کو چیلنج کرے گا وہ کاذب اور کافر ہے اور اس طرح اسلام کے دائرے سے خارج ہے قادیانی احمدی اور لاہوری احمدی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دائرۂ اسلام

سے خارج ہیں" (روزنامہ مشرق ۱۲ مئی ۸۴ بحوالہ قادیانیت ہماری نظر میں ص ۹۱)

۲۳۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد کا فتویٰ

"مرزائیوں کے ساتھ محبت ودوستی کرنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ان کی نماز پڑھنا شرعاناجائز اور حرام ہے قرآن پاک میں ہے "لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین" مرزائی ختم نبوت اور دیگر ضروریات دین کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں مرزا قادیانی اور اسے حق پر ماننے والوں کو مسلمان جاننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ (ابوالخلیل محمد اسلم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد) بحوالہ قادیانیت ہماری نظر میں ۶۵۹)

۲۴۔ مولانا محمد یحیٰ مفتی ریاست بھوپال کا فتویٰ

"مندرجہ سوال ہذا میں متعدد ایسے اقوال ہیں جن کے کلمۂ کفر میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی لہٰذا جس شخص کے ایسے عقائد ہوں وہ بوجہ مخالفت اسلام کے اسلام سے جدا ہے اور مسلمان مرد وعورت کا نکاح ایسے خارج عن الاسلام سے درست نہیں"۔ (استنکاف المسلمین ص ۲۳)

۲۵۔ مولانا غلام احمد حنفی قادری مرادآبادی کا فتویٰ

"غلام احمد قادیانی کے کفریات بدیہی ہیں کہ جن پر استدلال کی بھی ضرورت نہیں اس لئے اس کے تابعین سے رشتۂ اخوت، سلسلہ مناکحت، تعلق محبت ربط ضبط شرعاً قطعی حرام ہے ہرگز ہرگز ان اسلامی روپ کے کافروں سے مؤمنین کو کوئی بھی تعلق نہ رکھنا چاہیئے۔ ان سے نکاح زنا ہوگا جو دین ودنیا میں وبال ونکال ہے" (استنکاف المسلمین ص ۲۳)

۲۶۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کا فتویٰ

"متنبیٔ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کا کفر وزندقہ ایک ثابت اور کھلی ہوئی حقیقت ہے" (قادیانیت ہماری نظر میں ص ۱۷۲)

عالم اسلام کے ممتاز علماء اور اداروں کے فتاوی اور فیصلے

۲۷۔ شیخ عبداللہ بن حسن کا فتویٰ

آپ مکہ معظّمہ زادھا اللہ شرفا کے مفتی اعظم اور رئیس القضاۃ ہیں

''حق تعالی کی حمد وثنا کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شک نہیں کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اس لئے کہ حق تعالی فرماتا ہے ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' جو شخص قادیانی کے دعوی کی تصدیق کرے یا اسکی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام سے ان کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں''۔ (رئیس قادیان ص ۳۸۲ منقول از بیانات علماء ربانی ص ۱۸۳)

۲۸۔ بیت المقدس کے مفتی اعظم سید محمد امین الحسینی کا فتویٰ

''کتاب اللہ اس پر صریح ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس عقیدہ پر ساری امت کا اجماع ہے اس کے خلاف اعتقاد رکھنا کفر اور اسلام سے خروج ہے پس جو شخص نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھے وہ مرتد ہے اس ارتداد کی وجہ سے اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔(رئیس قادیان ص ۴۳۰ منقول از بیانات علماء ربانی ۱۸۳)

۲۹۔ مفتی اعظم شام علامہ ہاشم الرشید الخطیب الحسینی القادری کا فتویٰ

''مسیح ہندی (مرزا غلام احمد) کاذب ہے اور اس کے پیرو اسلام میں داخل نہیں'' (رئیس قادیان ص ۴۳۰)

۳۰ شیخ ابوالبسیر عابدین مفتی اعظم جمہوریہ شام کا فتویٰ

''الحمدللہ تعالی۔ چونکہ فرقہ قادیانیہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہیں تسلیم کرتا جس سے اللہ تعالی کے ارشاد ''خاتم النبیین'' کی مخالفت لازم آتی ہے نیز دین اسلام کے بیشتر عقائد کا منکر ہے لہذا جو شخص بھی ان کے عقائد و اختیار

کرے گا میں اس کے کفر کا فتویٰ دیتا ہوں'' (مرزائیت کا عبرتناک انجام ص ۴ مرتبہ مولانا محمد ابراہیم صاحب چنیوٹ)

۳۱۔ مفتی اعظم مصر علامہ الشیخ محمد نجیب اور علامہ طنطاوی جوہری کا فتویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب مواہب الرحمن سے ایک طویل عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ۔

''اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام احمد حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد بھی نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھتا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ وہ بھی آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی اتباع سے نبی ہے اور اس کی نبوت سرور کائنات ﷺ کی نبوت سے مغائر نہیں بلکہ وہ ہوبہو محمد ہے حالانکہ یہ عقیدہ صریح کفر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ما کان محمد الخ'' کے خلاف ہے یہ بیان منجملہ ان دعاوی کے ہے جو غلام احمد ہندی کے کذب پر دلالت کرتے ہیں''۔ (رئیس قادیان ص ۴۲۹)

۳۲۔ مصر کے مشہور عالم و مفسر علامہ الشیخ حسنین محمد مخلوف کا فتویٰ

شیخ مخلوف نے اپنی مشہور تفسیر صفت البیان ص ۱۸۶ میں تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

''جو شخص بھی حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا منکر پرلے درجہ کا جھوٹا اور بہتان تراش ہے اسی لئے ہم مرزا غلام احمد قادیانی مراقی کے متبع تمام جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور ہم یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ تو ان سے رشتہ ناطہ جائز ہے اور نہ ہی انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے''۔

۳۳۔ جامعہ ازہر مصر کا فتویٰ

۱۹۳۹ء میں دو قادیانی مبلغین نے طالب علم کی حیثیت سے جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لیکر مصر میں قادیانیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا شیخ الازہر شیخ مصطفی المراغی کو جب ان کی اس حرکت کا علم ہوا تو شیخ عبد المجید اللبان کی سرکردگی میں ایک خصوصی کمیٹی قائم کر کے ان کے

بارے میں تحقیقات کا حکم دیا کمیٹی نے قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک جامع رپورٹ شیخ الازھر کو پیش کی رپورٹ میں قادیانیوں کے عقائد کا جائزہ لینے کے بعد لکھا کہ

قادیانی کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں رپورٹ ملنے کے بعد شیخ الازہر نے دونوں قادیانی طالبعلموں کو کافر ملحد قرار دیکر خارج کر دیا اور آئندہ کے لئے حکم جاری کر دیا کہ کسی قادیانی کا جامعہ ازہر میں داخلہ نہ لیا جائے (تلخیص کے ساتھ) (قادیانیت ہماری نظر میں ص ۶۵۵ مرتبہ محمد متین خالد)

۳۴۔ سعودی عرب کی المجمع الفقہی کا فتویٰ

کمیٹی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ اقوال نقل کرنے کے بعد بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ

"عقیدہ قادیانیت جو احمدیت کے نام سے بھی موسوم ہے اسلام سے مکمل طور پر خارج ہے اس کے پیروکار کافر اور مرتد ہیں اگرچہ یہ لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور فقہی کمیٹی یہ اعلان کرتی ہے کہ مسلمانوں کے ذمہ خواہ وہ حکمران یا علماء و مصنفین خطیب ہوں یا داعی فرض ہے کہ اس گمراہ ٹولے کا سختی سے مقابلہ کریں اور دنیا میں جہاں کہیں اس باطل ٹولے کا وجود نظر آئے اس کا قلع قمع کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں"

اس فتوی پر دستخط کرنے والوں میں رئیس المجمع الفقہی شیخ عبداللہ بن حمید صدر مجلس قضاء سعودی عرب نائب رئیس شیخ محمد علی الحرکان جنرل سکریٹری رابطہ عالم اسلامی کے علاوہ مندرجہ ذیل مقتدر علماء شامل ہیں۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، شیخ محمد محمود الصواف، شیخ محمد بن صالح بن عثیمین، شیخ مصطفی الزرقاء، شیخ محمد بن عبداللہ السبیل، شیخ محمد رشیدی، شیخ محمد رشید قبانی، شیخ ابوبکر جومی اور شیخ عبدالقدوس الہاشمی۔ (مجلہ البحوث الاسلامیہ شمارہ ۲۶ / ذیقعدہ ۱۴۰۹ تا صفر ۱۴۱۰ ص ۳۳۳)

۳۵۔ وزارت اوقاف اردن کا فتویٰ

"قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور وہ امت مسلمہ میں شامل نہیں ہیں، کوئی مسلمان قادیانیوں کو نہ اپنی لڑکی نکاح میں دے اور نہ ان کی لڑکی سے شادی

کرے اوران کے ذبح کردہ جانور کا گوشت بھی نہ کھائے نیز قادیانیوں کو مسلمانوں
کے قبرستانوں میں بھی دفن نہ کیا جائے“۔(قادیانیت ہماری نظر میں ص ۶۵۶)

۳۶۔ عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ

۱۰۴ ملکوں کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے اپنی عظیم الشان کانفرنس منعقدہ ۶/تا ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء مکۃ المکرمہ میں فتنہ قادیانیت کے تمام مذہبی وسیاسی پہلوؤں پر غور کر کے ایک متفقہ قرارداد پاس کی۔

”قادیانیت وہ باطل مذہب ہے جو اپنے ناپاک اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے اس کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے“۔

الف۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

ب ۔قرآنی نصوص میں تحریف کرنا

ج ۔ جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا

قادیانیت برطانوی استعمار کی پروردہ ہے اوراس کے زیر سایہ سرگرم عمل ہے قادیانیوں نے امت مسلمہ کے مفادات سے ہمیشہ غداری کی ہے اور استعمار وصیہونیت سے ملکر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے اور یہ طاقتیں بنیادی اسلامی عقائد میں تحریف وتغیر اوران کی بیخ کنی میں مختلف طریقوں سے مصروف عمل ہیں۔

الف ۔ معابد کی تعمیر جنکی کفالت اسلام دشمن طاقتیں کرتی ہیں

ب۔ اسکولوں، تعلیمی اداروں اور یتیم خانوں کا کھولنا جن میں قادیانی اسلام دشمن طاقتوں کے سرمایہ سے تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور قادیانی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ترجمے شائع کررہے ہیں ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے۔

ا۔ تمام اسلامی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں ان کا محاسبہ

کریں اور ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔

۲۔ اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

۳۔ مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کیا جائے۔

۴۔ کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے نیز ان کے لئے اہم سرکاری عہدوں کی ملازمتیں ممنوع قرار دی جائیں۔

۵۔۔ قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے ان تراجم کی ترویج کا سد باب کیا جائے (روزنامہ الندوہ سعودی عرب ۱۴؍اپریل ۱۹۷۴ء)

قادیانیوں کے کفر و ارتداد پر عدالتی فیصلے

۱۔ ۱۹۰۳ء میں حکومت افغانستان نے عبداللطیف قادیانی کو مرتد قرار دیکر پھانسی دیدیا۔

۲۔ ۳۰؍جون ۱۹۱۲ء کو ابراہیم احمد سب جج مونگیر نے فیصلہ دیا کہ دلاور پور (مونگیر) کی مسجد میں قادیانی نماز نہیں پڑھ سکتے۔

۳۔ مندرجہ بالا مونگیر کی عدالت کے فیصلے کے خلاف قادیانیوں کی اپیل کو فورٹ ولیم بنگال نے بھی رد کر دیا۔

۴۔ ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو بھاولپور کی عدالت کے اسپیشل جج محمد اکبر نے ایک مرزائی شوہر عبدالرزاق کے کافر او رمرتد ہونے کا فیصلہ دیا اور تنسیخ نکاح کا حکم دیا۔ مقدمہ بھاولپور کے نام سے اس مقدمہ کی روداد تین ضخیم جلدوں میں شائع

ہوچکی ہے یہ وہی مشہور مقدمہ ہے جس کی کارروائی ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء تک جاری رہی جس میں بطور گواہان کے علامہ کشمیری ، مفتی شفیع صاحب، مولانا ابوالوفا شاہجہاں پوری ،مولانا غلام محمد رحمہم اللہ بھی شریک تھے۔

۵۔ ۱۹۳۷ء میں مورشش کے چیف جسٹس نے مرزائیوں کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا۔

۶۔ ۲۵ / مارچ ۱۹۵۴ء کو میاص محمد سلیم سینئر سول جج راولپنڈی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

۷۔ ۳/جون ۱۹۵۵ء کو شیخ محمد اکبر اڈیشنل ڈیسٹرک جج راولپنڈی نے مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۸۔ ۱۹۵۷ء میں شام کی حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۹۔ ۱۹۵۸ء میں حکومت مصر نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۱۰۔ ۱۹۶۹ء میں ریاست کرناٹک کے ہبلی کورٹ کے اڈیشنل منصف نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔(ملاحظہ ہو O.S.288/1969)

۱۱۔ ہبلی کے فیصلے کو کرناٹک ہائی کورٹ نے برقرار رکھا اور قادیانیوں کے پٹیشن کو مسترد کر دیا گیا۔ملاحظہ ہو (H.C.P.N.27 / 1970)

۱۲۔ ۲۲/مارچ ۱۹۶۹ء کو شیخ محمد رفیق گیریجہ سول جج اور فیملی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری غیر مسلم ہیں

۱۳۔ ۱۳/جولائی ۱۹۷۰ء کو جیمز آباد نے مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۱۴۔ ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء کو رابطہ عالم اسلامی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۱۵۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔

رابطہ عالم اسلامی کے فیصلے کے بعد اکثر عرب اور مسلمان ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا ہے۔

مذکورہ فتاوی اور فیصلوں کی روشنی میں ازروئے قانون شریعت پوری امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

۱۔ مرزاغلام احمد قادیانی اوراس کی پوری امت مرزائیہ مرتد، کافر، زندیق، ملحداور خارج از اسلام ہے۔

۲۔ مسلمانوں کو مرزائیوں (نام نہاد احمدیوں) سے رشتہ ناطہ، شادی بیاہ، میل جول، دوستی اور تعلقات رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

۳۔ مرزائیوں کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مرداراور نجس ہے۔

۴۔ مرزائیوں کے معبد کو مسجد کہنا درست نہیں۔

۵۔ مرزائیوں کی نماز جنازہ پڑھنا اوران کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرزائیوں کا سماجی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی ہر طرح کا بائیکاٹ کریں اوراپنے عقیدہ وایمان کی حفاظت کے لئے ان سے کسی طرح کا میل جول اور ربط وضبط نہ رکھیں۔

جن فتاوی کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے ان کے دلائل فقہ وفتاوی کی کتابوں میں موجود ہیں جو حضرات تحقیق ومطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں وہ اصل ماخذ سے رجوع کر سکتے ہیں۔

ان تمام فتاوی اور فیصلوں اور تجاویز کے خلاف قادیانی پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ھم کو مولوی ملا بے وجہ کافر کہتے ہیں انکی تکفیر کا اعتبار نہیں یہ آپس میں ایک دوسرے کی آئے دن تکفیر کرتے ہی رہتے ہیں۔ نیز قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا یہ پاکستانی سیاسی مسئلہ ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح عالم اسلام کا فیصلہ بھی ایک طرفہ ہے انکے کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نہ تو ہم کافر ہیں اور نہ دائرۂ اسلام سے خارج بلکہ ھمارے اختلافات فقہی نوعیت کے ہیں اور ھم ملت اسلامیہ ہی کا ایک فرقہ ہیں، ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں انکی ان

باتوں کالازمی طور پر سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر اثر ہوتا ہے مختلف محکمہ کے افسران سماجی لیڈران اورعمائدین قسم کے لوگ ان کی اس فریب کاری سے جلد متاثر ہوجاتے ہیں اس لئے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ سب سراسر مرزائیوں کا فریب اور دھوکہ ہے۔

ہندوستان میں مذہبی آزادی کے حدود

آرٹیکل نمبر ۲۵

تمام اشخاص کو آزادی ضمیر اور آزادی سے مذہب قبول کرنے، اس کی پیروی اور اس کی تبلیغ کرنے کا مساوی حق ہے بشرطیکہ ''امن عامہ''، ''اخلاق عامہ''، ''صحت عامہ'' اور اس حصہ کی دیگر توضیحات متاثر نہ ہوں (بھارت کا آئین دفعہ ۲۵)

اولا : تو قادیانی فرقہ اس مذہبی آزادی کا مصداق نہیں کیونکہ جن مذہبی اور لسانی اقلیتوں کا آئین میں ذکر ہے اس میں کہیں قادیانی مذہب کا نام نہیں ہے۔ کیونکہ قادیانیت سرے سے کوئی مذہب ہے ہی نہیں، یہ ایک انگریزی سازش تھی جس کا مقصد ہندوستانیوں کو دیر تک غلام بنائے رکھنا تھا اور احمدی تو برطانوی سامراج کے خیر خواہ اور آلہ کار تھے، اس کی بیشمار شہادتیں موجود ہیں۔

ثانیاً: مذہبی آزادی کے بہانے اگر انھیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اسلامی عقائد و اصطلاحات وشعائر کی من مانی تحریف کرنے کی قانونی اجازت ہے تو ہم کو اپنے ان بھائیوں کے ایمان بچانے کا اس سے بڑھ کر حق ہے جو صدیوں سے مذہب اسلام کے پیروکار ہیں۔ ہم اپنے اس حق سے قطعاً دستبردار نہیں ہو سکتے، ہمارا آئین اور قانون ہم کو اس بات کی مکمل آزادی دیتا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے عقیدے اعمال اور اسلامی اصطلاحات و شعائر کا تحفظ کریں۔ اور وقت ضرورت قادیانیوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔

اس لئے ہمارے حکام، افسران اور قائدین کو سمجھنا چاہئے کہ مسئلہ صرف قادیانیوں کے مسلم اور غیر مسلم ہونے کا نہیں ہے، بلکہ ان کی تخریبی کارروائی اور فتنہ پروری کا ہے، جہاں

تک بات دیگر غیر مسلموں کی ہے تو مسلمانوں کے تعلقات ملک کے تمام غیر مسلم فرقوں سے بہت اچھے ہیں بلکہ ہم اس کی تبلیغ بھی کرتے ہیں:۔ پھر بھی قادیانیوں سے ہمارا اختلاف ہے تو اس کی معقول وجہ ہے۔صرف جوش یا جذبہ کی بات نہیں ہے۔

اس قادیانی مسئلے کا حل اسی طرح ممکن ہے کہ ان کو ہر سطح پر اسلام اور مسلمانوں کی علامتیں اور امتیازات اختیار کرنے سے روک دیا جائے، ہمارے ملک میں ہر وہ چیز جس کو دیکھ کر اسلام سمجھ میں آتا ہے وہ صرف اور صرف مسلم فرقوں کا ورثہ ہیں۔اس میں قادیانیوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

متحدہ ریاست آندھرا پردیش وقف بورڈ نے جناب الحاج الیاس سیٹ صاحب صدر نشین وقف بورڈ کے زمانہ میں قادیانی جائدادوں کو مسلم اوقاف سے خارج تسلیم کیا ہے۔یہ ایک قابل ستائش اقدام ہے، قادیانیوں کے خلاف ہم کو قانونی چارہ جوئی کا حق ہر جگہ حاصل ہے، تجربہ شاہد ہے کہ ان کے کام کی بنیاد ہی جھوٹ اور دھوکہ بازی پر ہے، اس کے مبلغین اور معلمین خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے ہی مسلم کمیونٹی میں اثر ورسوخ بڑھاتے ہیں اور کئی جگہ تو ایسے مبلغین رنگے ہاتھوں پکڑے گئے جو قابل اعتراض مواد چھاپ کر سماج کی فضا کو مکدر کر رہے تھے۔

ریاست کرناٹک کے بعض اضلاع میں ایک قادیانی مبلغ نے وقفے وقفے سے دو پرچے چھاپے، ایک میں بریلوی مکتبہ فکر کی طرف سے دیوبندی اور تبلیغی لوگوں کی تکفیر کی گئی تھی، ان پر الزامات لگائے گئے تھے اور چیلنج دیا گیا تھا، اور دوسرے پرچے میں دیوبندیوں کی طرف سے اسی طرح کی باتیں بریلویوں کی طرف منسوب کی گئی تھیں، تحقیق کے بعد راز فاش ہوا کہ یہ سب ایک قادیانی کی کارستانی تھی، تا کہ مسلمان فرقے آپس میں دست وگریباں ہو جائیں۔

بالکل اسی طرح کا تخریبی کام مروجہ واٹس اپ گروپ کا ایڈمن بن کر ایک قادیانی مہاراشٹر کے اضلاع میں کر رہا تھا اور وقفہ وقفہ سے اہلحدیث اور احناف کے درمیان اختلافی مسائل کو اچھالتا رہتا تھا اور کبھی کبھار اس گروپ میں صحابہ اور اکابر امت کے بارے میں اذیت ناک

مواد پھیلاتا رہتا تھا اور گروپ میں شریک لوگوں میں بحث ومباحثہ کا ایک طویل سلسلہ عرصہ تک جاری رہا بعد میں پتہ چلا کہ ایک قادیانی جان بوجھ کر مسلمانوں میں تفریق ڈال رہا تھا۔

آپ غور کریں گے تو ایسی بہت ساری مثالیں مل جائیں گی ، دراصل ایسی تخریبی کارروائی کے پس پردہ قادیانیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کو بھی مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھنے لگیں اور مسلم معاشرہ میں ان کو اپنا اثرورسوخ بڑھانا آسان ہوجائے ، جس سے وہ اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں، حالانکہ:

قادیانی مذہب کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے

ہندوستان میں جتنے مذاہب کے لوگ بھی بستے ہیں سب کے ساتھ مسلمانوں کے خوش گوار سماجی تعلقات ہیں اور تمام مذاھب کے لوگ مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں مگر قادیانی مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اس ملک میں مختلف مذاہب کے باہمی برادرانہ تعلقات پوری دنیا میں ضرب المثل ہیں ہر ایک دوسرے کے دکھ درد، خوشی اور غمی میں شریک رہتے ہیں، وہی مسلمان جن کا ہندوؤں ،عیسائیوں ،سکھوں ،بدھسٹوں اور جینیوں سے لین دین اور دوستانہ ہے جب قادیانیوں کا مسئلہ آتا ہے تو وہ جذباتی ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح اس ملک میں مسلمانوں کو مندر، چرچ، گردواروں اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں سے کوئی اذیت نہیں ہوتی مگر مرزائی عبادت گاہ کو مسلمان مسجد کہنا بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ اسے مرزا واڑہ کہتے ہیں تمام مذاہب کے پیشواؤں کا ھمارے سماج میں احترام کیا جاتا ہے لیکن جب معاملہ قادیانی پیشواؤں کا آتا ہے تو مسلمان اسے عالم مولوی امام اور مبلغ کہنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اگر کوئی قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوگیا تو اسے نکلوانے تک خاموش نہیں رہتے کچھ لوگ اسے مسلمانوں کے جذباتیت اور بے جا تشدد سے تعبیر کرتے ہیں مگر حقیقت حال ایسی نہیں ہے قادیانیت کوئی مذہب نہیں ہے۔ بلکہ دین

اسلام سے بغاوت ہے اگر یہ بغاوت انفرادی حیثیت کی ہوتی تو اس پر مرتد کے احکام جاری کر دئے جاتے اور معاملہ وہیں ختم ہوجاتا، مگر قادیانیت کی صورت حال ایسی نہیں۔

مرزا قادیانی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، مسلمانوں جیسی وضع قطع اختیار کی، وہ اور اس کی جماعت آج تک اسلامی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں ہی کے گھروں میں تبلیغ کرتے ہیں۔ آج بھی عالمی پیمانہ پر اسلام کی شبیہ بگاڑنے، قرآن شریف میں لفظی، معنوی تحریفات کرنے اور انبیاءؑ، صحابہؓ اور اولیاءؒ حتی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اہانت کرنے کا سلسلہ برابر جاری ہے، اسی کو وہ مذہب کہتے ہیں اور اسی کو وہ دینی خدمات کا نام دیتے ہیں، جس مذہب کی یہ بنیادیں ہوں اور جن کی یہ کارستانیاں ہوں اس کو مذہب کا نام نہیں دیا جائے گا بلکہ مذہب سے بغاوت ہی کہا جائے گا۔

قادیانی مبلغین کہا کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب نے مذہب اسلام، قرآن اور پیغمبر ﷺ کے محاسن بھی بیان کئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا تعریف کرنے والے کو اہانت کا بھی حق حاصل ہوجاتا ہے یہ کوئی سیاست کا میدان نہیں ہے، بلکہ مذہب ہے یہاں گستاخی اور اہانت سے آدمی مذہب سے خارج ہوجاتا ہے بلکہ باغی قرار پاتا ہے۔

قادیانی اور دیگر کافروں میں یہی فرق ہے ہمارے ملک میں کسی بھی دھرم اور مذہب میں وہ باتیں نہیں ہیں جو قادیانیت میں ہیں۔ اس لئے ہر مذہب قابل احترام ہے، کیونکہ وہ اپنے زمانہ کا طریقۂ ہدایت ونجات تھا، ہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے تمام مذاہب منسوخ ہوگئے۔ مگر آج بھی اس کے ماننے والوں کے ساتھ اچھے سماجی تعلقات رکھنے کا حکم ہے، برخلاف قادیانی مذہب کے، کہ یہ اللہ کا نازل کیا ہوا نہیں ہے، بلکہ مرزا قادیانی کا تیار کیا ہوا ہے، جس کا مقصد سراسر دین اسلام کی تخریب اور تحریف ہے۔

کوئی آدمی شراب یا مردار کا کاروبار کرتا ہے وہ بھی مجرم ہے، لیکن ایک شخص ہے جو شراب اور مردار پر زم زم اور قربانی کا لیبل لگا کر کاروبار کرتا ہے یہ شخص صرف مجرم ہی نہیں بلکہ باغی ہے، یہی حال قادیانیوں کے کفر اور دیگر ملتوں کے کفر کا ہے۔

علماء اسلام کے فتاوی اور امت مسلمہ کے رویہ پر قادیانی سخت واویلا مچاتے ہیں کہ دیکھو ہمارا سوشل بائیکاٹ کیا جا رہا ہے، ہمیں مسجدیں بنانے سے اذان دینے سے کلمہ پڑھنے سے اور مسلمانوں کے قبرستان میں مردہ دفن کرنے سے روکا جا رہا ہے یہ بھی سراسران کا فریب ہے لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے اور مسلمانوں میں گھس کر تبلیغ کرنے کیلئے وہ ایسا شور مچاتے ہیں۔ ورنہ قادیان میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا مظالم ہوئے اس کی داستان بھی بڑی دردناک ہے، تفصیل لکھنے کا یہاں موقع نہیں، مسلمانوں کو اذیت دینا، ذلیل کرنا ہمیشہ مرزائی جماعت کا شیوہ رہا ہے۔ قادیانی ظالم خود کو مظلوم بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور ناواقف لوگ اس سے متأثر ہوتے ہیں۔

قادیانی مذہب کی مسلمانوں کے بارے میں کیا تعلیمات ہیں

ہم پچھلی عبارتوں میں نقل کر چکے ہیں کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان کافر اور پکے کافر بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ وہ مسیح موعود، مرزا غلام احمد قادیانی کے منکر ہیں۔ یہاں ہم چند عبارتیں اور نقل کر دیتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ خود قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔

(۱) غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو۔ (نہج المصلی ص ۳۸۲)

(۲) تمھیں دوسرے فرقوں کو جو دعوی اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، خزائن ۱۷/ ۶۴)

(۳) یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔

(حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، خزائن ۱۷/ ۶۴)

(۴) خلیفہ قادیانی لکھتا ہے کہ میرے باپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو بھی یہی فرمایا کہ لڑکی بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں میں لڑکی دے دی تو حضرت خلیفۃ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی حالانکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (انوار خلافت ص ۹۴)

(۵) غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے نقصان پہونچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں ہوتا۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں، اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہے اس کے خیالات واعتقادات کو اختیار کرلیتی ہیں اور اپنے دین کو تباہ کرلیتی ہیں۔ (برکات خلافت ص ۷۳)

(۶) حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔ (برکات خلافت ص ۷۵)

(۷) جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقینا مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ ہی جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر تم سے اچھے رہے کہ کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔ (ملائکۃ الروح ص ۴۶)

(۸) قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے۔ تو اس کا جنازہ جائز نہیں پھر غیر احمدی کا جنازہ کس طرح پڑھنا جائز ہو سکتا ہے۔

(انوار خلافت ص ۹۲)

(یہ حکم قرآن کریم کی کسی بھی آیت میں نہیں ہے، یہ قرآن کریم کے اوپر سراسر تہمت

اور الزام ہے)

(۹) غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہ پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اسکا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ (انوار خلافت ص ۹۱)

مرزا قادیانی کا نکاح سب سے پہلے اس کے حقیقی ماموں حرمت بیگ کی دختر حرمت بی بی سے ہوا تھا اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے تھے، مرزا سلطان احمد، مرزا فضل احمد۔ یہ مرزا کے فریب میں نہیں آئی اور نہ ہی اس کے دونوں بچے مرزا کے دعاوی پر ایمان لائے۔ مرزا اس بیوی اور بچوں سے بہت متنفر رہتا تھا، محمدی بیگم سے نکاح والی پیشین گوئی کے موقع پر اس نے حرمت بی بی کو طلاق دے دیا اس طرح ظالم سے اس بیچاری کی جان چھوٹ گئی اور مرزا نے اپنے بڑے بیٹے سلطان احمد کو اپنی زندگی میں ہی عاق کر دیا تھا مگر وہ پہلے تحصیل دار پھر اکسٹرا اسسٹنٹ کمیشنر بنا، اور بحالت ایمان مرزا کی موت کے ۲۲ رسال کے بعد ۷۵ ربرس کی عمر ۱۹۳۱ء میں اس کا انتقال ہوا۔

مرزا کا دوسرا بیٹا مرزا فضل احمد ہے اس کا انتقال مرزا کی زندگی میں ہوا تو مرزا نے اس کی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی اسی واقعہ کو مرزا محمود اپنی زبان سے اس طرح بیان کرتا ہے۔

(۱۰) آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق کرتا تھا جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہیں کی تھی بلکہ میرا فرماں بردار ہی رہا ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا ہے اور یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرماں بردار تھا کہ بعض احمدی بھی نہ ہونگے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی

انکے ساتھ شامل ہو گئے حضرت صاحب نے انکو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی باوجود اس کے جب مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔(انوار خلافت ص ۹۱)

(۱۱) یہ ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدائے تعالی کے حکم سے تھا نہ کہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگوں کو انکی ایسی حالت کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا ہو اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں۔ (تشحیذ الاذھان قادیان ص ۸)

(۱۲) قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کی قبرستان کو بہشتی مقبرہ کہتے ہیں اس میں کسی غیر احمدی کا دفن ہونا سخت ممنوع ہے جس طرح قادیانی مسلمانوں کی نماز جنازہ ادا کرنے کے روادار نہیں اسی طرح مسلمانون کو اپنے مقبرہ میں بھی دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے عام قادیانیوں کی بات ہی کیا ہے مرزا قادیانی نے محمدی بیگم والے مسئلے میں اپنے دو مسلمان بیٹوں کو خط لکھا اس میں یہاں تک لکھ دیا کہ ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکھٹی نہیں ہوسکتیں۔(سیرت المہدی ص ۲۹)

(۱۳) مسلمانوں سے ہر طرح کے قطع تعلق کے بارے میں مرزا بشیر احمد لکھتا ہے۔غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں انکو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا انکے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا جو ہم انکے ساتھ ملکر کرسکتے ہیں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکھٹا ہونا ہے۔ اور دنیاوی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دئے گئے۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

قارئین کے مدنظر علماء کرام کے فتاوی اور عدالتی فیصلوں کے ساتھ مذکورہ بالا حوالے بھی

رہنے چاہئیں تب ہی یہ بات واضح ہو سکے گی کہ قادیانیوں کا ملت اسلامیہ میں شامل رہنا یا خارج ہو جانا ایک شرعی مسئلہ ہے۔ علماء کرام نے شریعت کی روشنی میں قادیانیوں کا شرعی حکم بیان کر دیا ہے جسکو تمام مسلمان تسلیم کر رہے ہیں۔ اس ملک میں صرف سیاسی فائدہ اٹھانے کے لئے اور مسلمانوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے قادیانی اس فیصلے کو نہیں تسلیم کر رہے ہیں۔ جبکہ مذہبی نکتہ نظر سے قادیانیوں کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ ہر معاملہ میں وہ امت مسلمہ سے الگ رہیں گے۔ جہاں تک ہندوستان کے دستور کی بات ہے اس میں مذہبی آزادی مطلقاً نہیں ہے بلکہ ہر مذہب والے کو یہ آزادی قانون اور اخلاق کے دائرہ میں ہی حاصل ہے، ہم آزادی سے پہلے اور بعد کے عدالتی فیصلے نقل کر چکے ہیں جس کی رو سے قادیانیت کا خلاف قانون ہونا ظاہر ہے اور اخلاقیات میں اس سے گھٹیا معیار کیا ہوگا کہ قادیانی لیٹریچر میں حضرت محمد ﷺ، قرآن کریم، صحابہ کرام، اولیاء، بزرگوں اور مسلمانوں کے عقائد و اعمال کے بارے میں انتہائی اذیت ناک اور جارحانہ مواد موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اسی طرح دستور ہند میں لسانی ، مذہبی اور جنتی اکائیوں کا تذکرہ ہے قادیانی یا مرزائی ہرگز اس کا مصداق نہیں ہیں نیز اقلیتوں بالخصوص مسلم اقلیت کے جو حقوق ذکر کئے گئے ہیں قادیانی اس کے بھی حقدار قرار نہیں دئے جاسکتے۔ ہمارے اس سیکولر ملک میں قادیانیوں کے انسانی اور سماجی حقوق تو تسلیم کئے جاسکتے ہیں مگر مذہبی حقوق کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہیں کیونکہ ان کے خود ساختہ مذہب احمدیت کی بنیاد دین میں تحریف اور مذہب اسلام سے بغاوت پر ہے۔ اسی لئے احمدیت کو علماء کرام نے الحاد اور زندقہ کہا ہے جس کا مقصد ہی کفر کو اسلام بتا کر اسلام کی تخریب کاری اور مسلمانوں کو مرتد بنانا ہے اس کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

تحفظ ختم نبوت ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے

علماء کرام روز اول سے اس تحریک کے تعاقب میں کمر بستہ ہو گئے مرزا قادیانی ۱۸۸۰ء تک صرف اپنے ملہم من اللہ ہونے کا دعوی کرتا تھا۔ ۱۸۸۲ء میں مجدد ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ۱۸۹۴ء میں مہدی ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبی ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا دعوی کیا اس وقت

تو سارے ہی علماء نے مرزا قادیانی کے ملحد اور مرتد ہونے کا فتوی دے دیا لیکن ۱۸۸۴ء میں جب مرزا قادیانی نے اربعین میں اپنا یہ الہام چھاپا ''انی فضلتک علی العلمین'' ''قل ارسلت الیکم جمیعا'' میں نے تجھکو تمام جہانوں پر فضیلت دی' کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۷، تذکرہ ص ۱۲۵ ار مکتوب حضرت مسیح موعود مؤرخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء روحانی خزائن ص ۳۵۳)

تو اس وقت علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی مرزا قادیانی کے خلاف یہ سب سے پہلا فتویٰ تھا جس میں دوٹوک الفاظ میں کہا گیا تھا کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور خارج از اسلام ہے۔

جو علماء اب تک کچھ متردد تھے انھوں نے بالآخر علماء لدھیانہ کے فتویٰ سے اتفاق کیا اور اسکی تائید کردی مرزا قادیانی کی زندگی میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا سعد اللہ لدھیانی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ نے جم کر مخالفت کی مرزا قادیانی کی کتابوں میں ان علماء کے خلاف چیلنج، اشتہارات، گالیوں کی لمبی لمبی تحریریں بھی ملتی ہیں مرزا قادیانی کی بدزبانی اور پیشین گوئی کی پرواہ کئے بغیر علماء اسلام قادیانیت کے استیصال میں بلا تفریق مسلک میدان میں ڈٹ گئے۔ رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کا محاذ روز اول سے ہی امت مسلمہ کا متفقہ محاذ ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور علماء دیوبند

مسیلمۂ پنجاب کے خلاف اس جہاد میں علماء دیوبند نے ہمیشہ قائدانہ کردار ادا کیا اور تحفظ ختم نبوت کیلئے ہر طرح کی قربانی دیتے رہے اور دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی وغیرہ متعلقین کو اس کی سرکوبی کیلئے مامور فرمایا۔ فتویٰ صادر کرنے کے ساتھ ان اکابر نے مرزا قادیانی کے تعاقب میں کسی بھی عملی جدو جہد سے دریغ نہیں کیا حضرت شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں حکیم الامت مولانا اشرف علی

تھانویؒ ،شیخ الاسلام حسین احمدؒ مدنی ،علامہ شبیر احمد عثمانی ،مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ،مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے تحفظ ختم نبوت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا ان حضرات کے اندرونی جذبات کا اندازہ لگائیے مولانا مدنیؒ نے فرمایا کہ ”گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کر سکے“۔علامہ کشمیری نے مارچ ۱۹۳۰ء میں ایک بہت بڑے اجلاس عام میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت بنا کر تحفظ ختم نبوت کیلئے ان کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ اور پانچ سو علماء کرام کو اسی جلسہ میں بیعت کروایا۔

سلام ان پر جنہوں نے سنت سجاد زندہ کی
سلام ان پر جنہوں نے کربلا کی یاد زندہ کی
سلام ان پر کہ جو ختم نبوت کے تھے شیدائی
سلام ان پر کہ جنکی جرأت رندانہ کام آئی

علامہ کشمیریؒ کے بارے میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصر کو۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں زخم ہو گیا جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے، جب مرزا قادیانی کا نام لیتے تو لعین قادیان، دجال، کذاب، مردود، بدبخت ازلی، شیطان، محروم القسمت جیسے الفاظ بول کر اس کا قول نقل کرتے کسی خادم نے ان الفاظ کے کہنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میرا ایمان ہے جسطرح حضور ﷺ سے محبت رکھنی ایمان ہے اسی طرح آپ کے دشمنوں سے بغض رکھنا بھی ایمان ہے آپ کا سب سے بڑا دشمن مرزا قادیانی بدبخت تھا اس لئے اس مردود کو گالی دے کر اس سے جتنا بغض ہوگا اتنا حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا بھلا تم اپنے باپ کے دشمن کو اور حکومت اپنے باغیوں کو برداشت نہیں کرتی تو میں حضور ﷺ کے دشمن کو کس طرح برداشت کروں گا۔(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۳۴۲)

اس دور میں تحفظ ختم نبوت کے جلسے قادیان میں ہوا کرتے تھے اور اکابر دیوبند اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے مفتی محمد شفیع صاحبؒ نقل کرتے ہیں کہ علامہ کشمیریؒ ایک دفعہ قادیان

تشریف لے گئے مسجد میں مغموم بیٹھے تھے درد دل کے ساتھ آہ بھری اور فرمایا شفیع ہماری زندگی تو ضائع ہوگئی قیامت کے دن خاتم النبیین کو کیا منہ دکھلاؤں گا۔(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۳۴۲)

علامہ کشمیریؒ کا وصیت نامہ دعوت حفظ الایمان کے نام سے چھپا ہے۔اپنی وفات سے تین دن پہلے دیوبند کی جامع مسجد کے صحن میں تمام طلبہ، اساتذہ، عملہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ سب حضرات اور جنہوں نے مجھ سے حدیث شریف پڑھی ہے ان کی مقدار دو ہزار کے قریب ہوگی میں سب سے کہتا ہوں اگر نجات اخروی اور شفاعت آنحضرت ﷺ چاہتے ہو تو ختم نبوت کا کام کرو۔مرزا قادیانی سے جتنی نفرت ہوگی اتنا رسول اللہ ﷺ سے قرب نصیب ہوگا۔علامہ کے سارے شاگردوں نے اپنی زندگی کا مقصد تحفظ ختم نبوت کو بنا لیا تھا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ نے فرمایا:

مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد علی، مولانا محمد حیات سے مجھے بہت زیادہ پیار ہے اس لئے کہ یہ حضرات ختم نبوت کا کام کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے مولانا محمد علی سے فرمایا

"ہمارے اکابر نے ایمانی اور وجدانی کیفیات سے سرشار ہو کر اس کا تعاقب کیا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے لیکر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ تک اور پھر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لیکر آپ تک سبھی حضرات نے امت کی اس فتنہ کے خلاف رہنمائی نہ فرمائی ہوتی تو اس فتنہ کے بڑھنے کے بہت اسباب تھے۔آپ نے ان کے سامنے دیوار چین کھڑی کردی ہے لیکن مولانا دیکھیں یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے، حضور علیہ السلام کا ایک امتی قادیانی ہوگیا تو ہم سے پوچھا جائیگا کہ قادیانیوں نے اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا تھا تم نے اس کا ایمان بچانے کی فکر کیوں نہ کی تھی۔(قادیانیت ہماری نظر میں ص ۱۱۳)

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اپنے دور کے مشاہیر علماء کرام میں شمار کئے جاتے ہیں مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے شاگرد حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی کے اجل

خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں مسند دعوت وارشاد پر رونق افزوں ہوئے ،دارالعلوم ندوۃ العلماء کے آپ بانی ہیں ،ردقادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کے کام میں تاحیات سرگرم رہے ،مرزا قادیانی کی رشتہ داری بہار میں تھی ، بہار کا بہت بڑا حصہ قادیانی تحریک سے متأثر تھا اور آج بھی ہے۔ مرزا قادیانی کے صف اول کے معتقدین و معتمدین حکیم نورالدین بھیروی سرورشاہ کشمیری کو جن کو قادیانی مذہب میں صحابہ کا درجہ حاصل ہے، ۱۹۱۱ء میں اسی بوریا نشین درویش نے بہار کے مناظرہ میں خاک میں ملا دیا تھا۔

حضرت مولانا مونگیریؒ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: محمد علی! تم وظیفہ پڑھنے میں مشغول ہو اور قادیانی میری ختم نبوت کی تخریب کررہے ہیں، تم ختم نبوت کی حفاظت کرو اور قادیانیت کی تردید کرو۔

حضرت مونگیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد نماز فرض، تہجد اور درود شریف کے علاوہ تمام وظائف ترک کردئے اور دن رات ختم نبوت کے کام میں منہمک ہو گیا (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۷۳۳)

مولانا مونگیری نے اس موضوع پر پچاس سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں آپ فرمایا کرتے تھے کہ

> ’’اتنی کتابیں لکھو اور پھیلاؤ کہ جب مسلمان سو کر صبح کو اٹھے تو اپنے سرہانے ردقادیانیت کی کتاب ضرور پائے‘‘۔

خواجہ کمال الدین جو مرزا قادیانی کا مصاحب خاص تھا اور صحیفہ آصفہ کی تصنیف کی وجہ سے نظام حیدرآباد سے کافی قریب تھا، اس نے حیدرآباد دکن اور جنوب ہند میں قادیانیت کا جال پھیلانا شروع کیا۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے مولانا انوار اللہ خان صاحب کو خط لکھ کر اس طرف متوجہ کیا مولانا انوار اللہ خان کو نظام حکومت میں بہت اثر، رسوخ حاصل تھا آپ نواب محبوب علی خان کے استاذ اور نواب عثمان علی خان کے اتالیق تھے پھر عثمان علی خان نے آپ کو وزیر اوقاف اور صدر الصدور بنایا تھا اور نواب فضیلت جنگ کا خطاب عطا فرمایا تھا آپ حضرت حاجی امداد اللہ

مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے مولانا مونگیریؒ کے توجہ دلانے کے بعد آپ جنوب ہند میں تاحیات تحفظ ختم نبوت اور ردقادیانیت کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''افادۃ الافہام'' دوجلدوں میں اس موضوع پر کامیاب اور مؤثر کتاب ہے۔

قادیان سے ربوہ تک کامیاب تعاقب

۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوتے ہی دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور پاکستان کے نام سے ایک نیا ملک وجود میں آیا یہ دور مرزا قادیانی کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود کا تھا اس نے قادیان دارالامان سے پاکستان کوچ کیا بقول مولانا یوسف لدھیانویؒ۔

مرزا محمود قادیانی اپنے مکۃ المسیح، ارض حرم، مسجد اقصیٰ یعنی قادیان سے برقع پہن کر فرار ہوا اور سیدھا لاھور آ کر دم لیا پاکستان میں دجل وتلبیس کا نیا دارالکفر ربوہ کے نام سے آباد کیا قبر فروشی کی آبائی اسکیم کیلئے، بہشتی مقبرہ کا یہاں ڈھونگ رچایا اور قادیانی خلافت کے شاہوار ترک تازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد بنانے کا اعلان کرنے لگا۔ (البینات کراچی مولانا محمد یوسف ۱۹۸۷ء ص ۳۰۱)

علماء حق کی پیہم جدو جہد کے نتیجے میں ۱۹۴۷ء سے پہلے قادیانیوں پر عرصۂ حیات تنگ ہورہا تھا ملک کے عوام وخواص سرکاری غیر سرکاری ادارے حتیٰ کہ پنجاب کے بسنے والے غیر مسلم اور پنجابی بھی اس جماعت کے دجل وفریب سے آگاہ ہو چکے تھے۔ ۱۹۳۰ء سے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور انکی مجلس احرار نے تحفظ ختم نبوت کے دیوانوں کولیکر ہندوستان میں نعرۂ جہاد بلند کر دیا تھا۔ قادیانیوں کا قدیم محسن اور آقا برطانیہ اپنا بوریا بستر اس ملک سے سمیٹ کر جارہا تھا اسی حالت میں پاکستان کا بننا مرزا محمود کا ہندوستان سے فرار ہونا، پاکستان میں دم لینا قادیانی جماعت کو ایسا محسوس ہورہا تھا کہ جیسے قید سے رہا ہو گئے ہیں اور ہماری جان محافظین ختم نبوت کے چنگل سے چھوٹ گئی ہے۔ پاکستان میں اس جماعت کو جتنا امن وامان اور تحفظ فراہم ہوتا رہا اس نے خوب اس نومولود ریاست میں پر پھیلائے، اور پاکستان کو قادیانی ریاست میں

تبدیل کرنے کی سازش شروع کردی۔

سر ظفر اللہ خان اور دیگر قادیان افسران وقائدین نے اس تحریک کی خوب خوب پشت پناہی کی اور اسلام دشمنی کا پورا پورا حق ادا کیا اور افسوس صد افسوس کہ جو ریاست لاکھوں مسلمانوں کے خاک وخون میں تڑپنے کے بعد اسلام کے نام پر وجود میں آئی تھی وہاں مرزا محمود قادیانیت کا فلک بوس دار الخلافت تعمیر کررہا تھا۔ اور خالص اپنے مذہبی اعتقاد کے مطابق پورے لوازمات کے ساتھ دریائے چناب کے کنارے ایک وسیع وعریض رقبہ پر ربوہ نامی شہر تعمیر کرا رہا تھا اگر علماء اسلام اس تحریک کو ناکام نہ کرتے تو آج پاکستان ایک قادیانی اسٹیٹ ہوتا اور شہداء اسلام کی لاشوں پر الحاد وزندقہ کا قادیانی شیش محل تعمیر ہوجاتا، قادیانیوں کا یہ جدید مرکز دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر ۱۹۴۷ء میں ربوہ کے نام سے قائم کیا گیا، قرآن کریم کے ۱۸ رویں پارہ سورہ مومنون کی آیت ۵۰ رمیں یہ لفظ حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ حضرت مریمؑ کے تذکرہ میں وارد ہوا "واویناھما الی ربوۃ ذات قرار و معین" اس آیت میں ربوہ کسی شہر کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے مراد فلسطین ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہے، قادیانیوں نے انتہائی دجل وفریب سے اس آبادی کا نام "ربوہ" رکھا تا کہ حضرت عیسیٰ کے تذکرہ میں جب لوگ قرآنی لفظ میں ربوہ پڑھیں تو یہی سمجھیں کہ اس سے مراد قادیانیوں کا شہر ہے۔ کتاب اللہ کا یہ مقدس لفظ غیر مصداق اور غیر محل میں استعمال کرنا قادیانیوں کی طرف سے کتاب اللہ کی کھلی توہین تھی۔ الحمدللہ حضرت الاستاذ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی جدوجہد سے ۱۷ رنومبر ۱۹۹۸ء کو پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھدیا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے مولانا شاہ عطاء اللہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی، تقسیم سے پہلے قادیان کے "مجلس احرار" کے دفتر میں مولانا محمد حیات صاحب کو مولانا عطاء

اللہ بخاری نے ردقادیانیت کیلئے مقرر کیا تھا تقسیم کے بعد یہ دونوں اکابر بھی پاکستان پہونچ گئے۔مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے ملتان میں مدرسہ تحفظ ختم نبوت قائم فرمایا،اوراس میں مربی کی حیثیت سے مولانا محمد حیات صاحب کومقرر فرمایااورکام شروع کردیا مولانا محمد حیات صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ کتابوں سے بھرہوالکڑی کاصندوق کندھے پراٹھائے پھرتے تھےاور پرسوز صدالگاتے رہتے تھے۔

لوگو!ختم نبوت کامسئلہ سمجھ لو۔لوگو!حیات مسیح کامسئلہ سمجھ لو،لوگو!نزول مسیح کامسئلہ سمجھ لو،ایک طرف مرزامحمود ربوہ کوآباد کرنے اورقادیانیت کااثرورسوخ بڑھانے میں لگاہواتھاتودوسری طرف یہ اکابر بھی تعاقب سے غافل نہیں بیٹھے قادیانی اس نومولود مملکت کومکمل قادیانیت کے قبضہ میں کرنے کیلئے تیار تھے اور حالات سنگین سے سنگین ترہوتے جارہے تھے پاکستان کاوزیرخارجہ سرظفراللہ خان قادیانی تھا،بحریہ کاسربراہ عبدالحفیظ قادیانی تھا۔اور بری فوج کے سترہ جنرل قادیانی تھے پاکستانی صدرکاسکریٹری ایک قادیانی تھاحکومت کے تمام دفاترمیں اہم کلیدی عہدوں پرقادیانوں کاتسلط ہوچکاتھایہ سب کچھ ملت اسلامیہ کیلئے خطرناک تھاہی لیکن اس سے پہلے مملکت پاکستان کیلئے نقصان دہ تھامگر افسوس کہ سربراہان مملکت کواس خطرے کااحساس نہیں تھا۔

طائروں پر سحر تھا صیاد کے اقبال کا
اپنی منقاروں سے وہ کستے تھے حلقہ جال کا

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد میں ۱۳/دسمبر ۱۹۵۳ء کواکابر علماء پاکستان کامشورہ بلایااورتحفظ ختم نبوت کی بنیادڈالی اس مشورہ میں مولانا محمد علی جالندھری،مولانا قاضی احسان اللہ شجاع آبادی،مولانا محمد شریف بھاولپوری،مولانا شیخ احمد، مولانا عبداللہ رائے پوری،مولانا عبدالرحمن میانوالی،مولانا تاج محمود لائلپوری،مولانا محمد شریف جالندھری،مولانا عبدالرحیم اشعر،مولانا غلام محمد بھاولپوری شریک تھے سب نے باتفاق رائے حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کواس قافلہ کاامیر طے کیااوراعلان کردیا۔

کرو نہ فکر ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
لہو کی نہر ہماری رگوں میں جاری ہے

علماء حق نے پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی جدو جہد کا آغاز کر دیا اس میں اکثر وبیشتر وہی علماء کرام تھے جو تقسیم سے پہلے دار العلوم دیو بند میں زیر تعلیم تھے اور ان اکابر کے تربیت یافتہ تھے جنھوں نے فتنہ قادیانیت کے سامنے دیوار چین کھڑی کر دی تھی اور جنکی محنت کے نتیجے میں قادیانیت کو اس کے دار الامان قادیان میں بھی پناہ نہیں تھی قادیانی یا تو مر مر کر کے بہشتی مقبرہ کے حوالہ ہو رہے تھے۔ اور یا تو بے بسی کی زندگی جی رہے تھے جو بھولے بھالے مسلمان اس فتنہ کا شکار ہو گئے تھے وہ ایک ایک کر کے ملت اسلامیہ میں واپس آرہے تھے ملک کی تقسیم نے اس فتنہ کو دوبارہ سر اٹھانے کا موقع دیا جس کے تعاقب کیلئے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے دوبارہ تحفظ ختم نبوت کی داغ بیل ڈالی پاکستان میں یہ دور بڑا پر آشوب تھا سر ناظم الدین بنگالی پاکستان کا وزیر اعظم اور سر ظفر اللہ خان وزیر خارجہ تھے اور ان تمام قادیانیوں نے جو حکومت کے اعلیٰ منصب پر قبضہ جمائے بیٹھے تھے تحفظ ختم نبوت کی اس خالص، غیر سیاسی، تبلیغی تنظیم کو کچل ڈالا۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نواب زادہ لیاقت علی خان کے دور میں قادیانیوں کو اتنا موقع نہیں ملا لیکن ان کے قتل کے بعد جو بالیقین قادیانی سازش کا ہی نتیجہ تھا پوری حکومت پاکستان تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو سبوتاژ کرنے میں جٹ گئی۔ اور اس مزاحمت کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے دس ہزار علماء اور عوام ناموس رسالت پر قربان ہو گئے۔ پاکستان کی تاریخ میں ختم نبوت کے عقیدہ کی حفاظت کیلئے علماء ربانی کی قربانیاں ہمیشہ سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی، لیکن جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی پیشانی سے شمع محمدی کی ان پروانوں کے خون کے دھبے کبھی نہیں مٹیں گے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور انکے ساتھیوں کو اس تحریک

کی پاداش میں بار بار قید و بند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں مگر انکے عزائم مضمحل نہیں ہوئے۔

آئی کوئی بلا تو گلے سے لگالیا		ٹوٹا کوئی ستم تو اسے پیار کہہ گئے
کڑکی کماں تو اس کو کہا نغمہ حیات		خنجر کوئی چبھا تو اسے خار کہہ گئے
باندھے گئے تو اور بڑھی قوت عمل		زخمی ہوئے تو جسم کو گلنار کہہ گئے
کس شان کے وہ شہیدان حق تھے جو		تیغ رواں کو ابروئے خمدار کہہ گئے
یادش بخیر ملت ما تیری گود میں		کیا لوگ تھے جو دار کو دلدار کہہ گئے

انھیں حالات میں ۲۱/ اگست ۱۹۶۱ء مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اللہ کو پیارے ہو گئے مگر ختم نبوت کی تحریک کا دائرہ ملک اور ملک سے باہر پھیل گیا یعنی عالمی تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا اور رابطہ عالم اسلامی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیدیا۔

پاکستان کی تقسیم اور بنگلہ دیش کا قیام

پاکستان کے تمام کلیدی عہدوں پر قادیانی قابض تھے۔ اس لئے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کو کچل دیا گیا، اور صوبہ پنجاب میں جہاں ربوہ واقع ہے، مارشل لا نافذ کر دیا گیا جس وقت ہزاروں علم شہید اور ہزاروں قید ہوئے اور روز بروز قادیانیوں کا زور بڑھتا ہی گیا۔

لیکن یہ سب مغربی پاکستان تک محدود تھا مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) قادیانی فتنہ سے محفوظ اور مامون رہا۔

وہ طاقتیں جو مستقبل میں پاکستان کو ایک قادیانی ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہ رہی تھیں ان کے لئے مشرقی پاکستان کے حالات بڑے مایوس کن تھے۔ بالخصوص جس ماحول میں مجیب الرحمن کا الیکشن ہوا اور انکی پارٹی کے چھے نکاتی منشور جس میں سیاسی اور اقتصادی خودمختاری کی بات تھی اور جس سے ان کو بھاری اکثریت سے کامیابی ملی تھی یہ سب کچھ قادیانی ریاست کے خواب میں بہت بڑی رکاوٹیں تھیں اس کا حل قادیانی نقطۂ نظر سے صرف اور صرف تقسیم تھا، چنانچہ

قادیانی اسی کوشش میں لگ گئے، ۱۹۷۵ء کے الیکشن میں قادیانیوں نے حکمراں پارٹی کا کھل کر ساتھ دیا اور انھیں کی جماعت سے ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے وزیر اعظم بھی بنے۔

اس الیکشن اور وزارت عظمی کیوجہ سے قادیانیوں کا حوصلہ مزید بڑھ گیا تھا کہ ربوہ اسٹیشن کا مشہور جارحانہ واقعہ اسی کے بعد پیش آیا، جسے لے کر پورے ملک میں علمائے کرام نے تحریک ختم نبوت کو منظم کر دیا اور رائے عامہ قادیانیوں کے مسئلہ کی سنگینی پر بیدار ہونے لگی۔

مگر مغربی پاکستان میں قادیانیوں کا اثر ورسوخ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ انکو یہ توقع نہیں تھی کہ اتنی جلدی ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کن کارراوئی کر سکے گی۔

ملک کا ایک بڑا حصہ مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) قادیانی ریاست کے راستہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھا۔اس لئے قادیانیوں کا سارا زور مغربی پاکستان میں تھا اس لئے قادیانیوں کے سامنے دو ہی راستے تھے۔

(۱) یا تو وہ قادیانی ریاست کا خیال ترک کردیں۔

(۲) یا تو ملک کے مغربی ومشرقی حصہ کو تقسیم کرکے الگ الگ کردیں۔

چنانچہ دانستہ طور پر ملک کی تقسیم کی فضا قادیانیوں نے بنائی، اس کے لیڈران اور افسران نے ایسی ایسی کاروائی کی اور ایسی ایسی سازشیں کیں کہ جن کے نتیجہ میں ملک تقسیم ہوا۔

ملک کو تقسیم کرنے میں بنیادی کردار قادیانیوں کا ہی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ ایسی اندرونی طاقتیں بھی شریک ہوگئیں یا ایسی بیرونی طاقتیں حملہ آور ہوئیں جن کے مفاد کی تکمیل بنگلہ دیش کی علیحدگی کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی، مگر ان کو یہ موقع قادیانیوں نے فراہم کیا۔اس وقت ہمارا یہ موضوع نہیں ہے ورنہ اس کی ناقابل انکار شہادتیں موجود ہیں۔

پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

بالآخر ایک طویل جدو جہد کے بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں

کوغیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ مولانا یوسف بنوریؒ اور انکے رفقاء نے ۱۹۷۴ء میں ۲۹ رمئی سے ۷ رستمبر تک ایسی زبردست تحریک چلائی کہ حکومت پاکستان کو قادیانی مسئلہ پر علماء ربانی کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے پڑے اور بالآخر پاکستانی دستور میں ترمیمات کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اس سلسلے کے چند اقتباسات رسالہ بینات کراچی کے حوالے سے یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ایک مجلس عمل بنائی جس کا صدر مولانا بنوری کو بنایا گیا۔ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ میں ہونے والے قادیانی مظالم پر حکومت تماشائی بنی ہوئی تھی اور بجائے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے قادیانیوں کی مدد کر رہی تھی کیونکہ حکومت پر قادیانیوں کا غلبہ تھا اور بھٹو سرکار یہ سمجھ رہی تھی کہ ۱۹۵۳ء کی طرح طاقت سے اس تحریک کو کچل دیا جائیگا اور یہ مولوی ملاّ قسم کے نہتے لوگ مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اس طرح ۲۵ / ۵۰ رسال کیلیے پاکستان میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ پھر دب جائے گا تب تک قادیانی خلافت اور مستحکم ہو جائیگی۔ اسی لئے ۲ رجون ۱۹۷۴ء کے راولپنڈی والے نمائندہ اجتماع کو ناکام بنانے کے لئے مندوبین کو گرفتار کر لیا گیا اور جم کر مسلمانوں پر ظلم کیا گیا۔ لیکن اس سے مسلمانوں کی ہمت ٹوٹنے کے بجائے بڑھ گئی انھوں نے ۹ رمارچ کو تمام فرقوں کا نمائندہ اجتماع لاھور شہر میں منعقد کیا اپنی تمام تر سازشوں کاوشوں کے باوجود قادیانی اور پاکستانی سرکار اس اجتماع کو ناکام نہیں کر سکی۔

شورش عندلیب نے روح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی محو تھی خوابِ نازمیں

مجلس عمل کے صدر کی حیثیت سے جلسہ عام میں مولانا بنوری نے جو تقریر کی اس کا ایک قتباس یہاں درج کیا جاتا ہے۔

ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کیلئے ہے یہ

اجتماع تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ پر ہے اس کا دائرہ آخر تک محض دین رہیگا۔ سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک اور صاف رہیگا۔ جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختم نبوت کی تحریک کا طریقہ کار نہایت پر امن ہوگا اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا اگر کوئی مزاحمت ہوتی ہے یا تکلیف پیش آتی ہے تو دین کیلئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا ہمارا مدمقابل صرف مرزائی امت ہے۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے۔ اگر حکومت نے انکی حفاظت یا انکی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل مناسب فیصلہ کریگی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا مناسب نہیں۔ (بینات کراچی جنوری رفروری ۱۹۷۸ء ص ۳۵۸)

اس اجلاس میں یہ فیصلہ لیا گیا کہ ۱۴ رجون کو پاکستان کا چکہ جام رہیگا اور پورے ملک میں تحفظ ختم نبوت کو لیکر پر امن ہڑتال کی جائیگی۔ چنانچہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا کامیاب ہڑتال یہی ہے جو ختم نبوت کی نسبت سے کیا گیا درّہ خیبر سے کراچی اور لاھور سے کوئٹہ تک پاکستان کا چکہ جام کر دیا گیا ذوالفقار علی بھٹو نے مجلس عمل کے اراکین سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا کہ شاید ان کے موقف میں کچھ نرمی آجائے اپنے مطالبہ سے دست بردار ہوجائیں۔ مگر مولانا بنوری نے دوٹوک الفاظ میں وزیر اعظم سے اپنی بات کہی۔

کہ قادیانی مسئلہ بلاشبہ پاکستان کے روز اول سے موجود ہے۔ پہلی غلطی اس وقت تھی جو ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ خاں لیاقت علی خان کو اس غلطی کا احساس ہوا اور انھوں نے قادیانیت کو اقلیت قرار دینے کا عزم کر لیا تھا۔ لیکن افسوس کہ وہ شہید کر دئے گئے۔ اور ہوسکتا ہے ان کا یہ عزم ہی انکی شہادت کا سبب ہو، اس وقت مرزائیوں کو جو جرأت ہوئی ہے اگر فوری طور پر اس کا تدارک نہیں کیا گیا۔ اور وہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیئے گئے تو مسلمانوں کے جذبات بھڑکیں گے اور ان کی (قادیانیوں) جان و مال کی حفاظت حکومت کیلئے مشکل ہوگی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ذمی کی ہوگی۔ اور انکے جان و مال کی

حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی۔ اس طرح ملک میں امن قائم ہوجائیگا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیر اسلامی حکومتوں کا دباؤ ہوگا اس کے بالمقابل ان اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان کو جلد از جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جن ممالک سے ہمارے اسلامی تعلقات ہیں اور ہر قسم کے مفادات وابستہ ہیں خارجی دنیا میں غیر اسلامی حکومتوں کے بجائے اسلامی حکومتوں کو مطمئن اور خوش کرنا زیادہ ضروری ہے ۔ نیز ایک معمولی سی اقلیت کو خوش کرنے کیلئے اتنی بڑی اکثریت کو غیر مطمئن کرنا دانشمندی نہیں اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کر کے اللہ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمالیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتی، اور اس راستہ میں موت بھی شہادت ہے۔ (بینات کراچی جنوری رفروری ۱۹۷۸ء ص ۳۵۸)

ان ملاقاتوں اور اپنے موقف کے وضاحتوں کے بعد بھی حکومت نے قادیانیوں کی پشت پناہی نہیں چھوڑی ایک طرف تحفظ ختم نبوت کے اجلاس ہوئے تو دوسری طرف حکومت مسلمان نمائندوں کو گرفتار کرتی اور ان پر ہی بیجا سختیاں کرتی، مولانا بنوری نے اس صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا۔

ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم کرنے سے بہر صورت گریز کیا جائے ادھر حکومت نے ملک کے چپہ چپہ پر دفعہ ۱۴۴ر نافذ کردی تھی اس پر پابندی عاید کردی، پولس اور انتظامیہ نے اشتعال انگیز کاروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا چنانچہ سینکڑوں علماء اور طلباء کو گرفتار کیا گیا۔ بعد میں گرفتاریوں کا سلسلہ اور بڑھتا گیا جیلوں میں گرفتاران تحریک ختم نبوت کے جیالوں کو نہایت بے دردی سے اذیتیں دی گئیں، پولس اور جیل کے عملہ کے ہاتھوں انسانیت کی مٹی پلید کی گئی، قادیانیوں نے پہلے سے اسلحہ جمع کر رکھا تھا انھوں نے حربی کافروں کی طرح جگہ جگہ مورچے لگائے اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کر ڈالا حکومت اور پولس قادیانیوں کی حفاظت وحمایت کر رہی تھی۔ مسلمانوں کو ناروا، ایذائیں دی گئیں۔ کبیر والا، اوکاڑہ، سرگودھا، لائلپور، کھاریاں وغیرہ میں

دردناک واقعات رونما ہوئے جنکو مظلومانہ صبر کیساتھ برداشت کیا گیا صرف ایک شہر اوکاڑہ میں مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل ہڑتال ہوئی اسی سے اندازہ کیجئے کہ ملک بھر میں مجموعی طور پر کتنا ظلم اوراس کے خلاف کتنا احتجاج ہوا جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا۔کہیں کہیں اشک ریز گیس کا استعمال بڑی فراخ دلی سے کیا گیا مجلس عمل کی تلقین سارے مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں ،تقریبا تین مہینہ تک مسلسل ان حالات کا مقابلہ کیا گیا اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔(بینات کراچی جنوری رفروری ۱۹۷۸ء ص ۳۵۸)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے بھی رکن رکین تھے اسی طرح حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے چالیس ممبران نے اور تمام مسلمان جماعتوں کے سربراہوں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانی مسئلہ کو لے کر دو مہینہ میں اٹھائیس اجلاس کئے۔ قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد کو قومی اسمبلی میں اپنا موقف پیش کرنے یا سوالات کے جوابات کے جرح کیلئے بلا گیا اسی طرح لاہوری جماعت کے نمائندوں کو جرح کے لئے بلایا گیا بالآخر ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو دستور میں تبدیلی کر کے ایک تاریخی فیصلہ کر دیا گیا مگر اس کا مکمل نفاذ نہیں ہو سکا تھا۔

مرزا ناصر کا ۱۹۸۲ء میں انتقال ہو گیا تو مرزا طاہر جماعت احمدیہ کا چوتھا خلیفہ نامزد ہوا اسی کے دور میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری فرمایا قادیانیوں نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا لیکن وفاق شرعی عدالت کے فل بینچ نے اس آرڈیننس کو باقی رکھا جس کے بموجب اسلامی اصولوں کے مطابق ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔اور مسلمانوں کی تمام اصطلاحات کے استعمال سے منع کر دیا گیا مثلاً قادیانی

اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اپنی عبادت گاہ کو مسجد اور اپنی پکار کو اذان نہیں کہہ سکتے۔ اسلامی شخصیات کے مخصوص القاب خطابات اور اصطلاحات مثلاً امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، ام المؤمنین، اہل بیت وغیرہ الفاظ اپنے لئے استعمال نہیں کرسکتے مرزا طاہر ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کے بعد پاکستان سے فرار ہو کر لندن میں مقیم ہو گیا تھا وہیں مر گیا۔ پھر پانچواں خلیفہ مرزا مسرور اسکے قائم مقام لندن میں مقیم ہے اور وہیں سے اپنے مذہبی امور کی نگرانی کررہا ہے۔

ہندوستان میں دوبارہ قادیانی فتنہ اور اس کا تعاقب

۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کے بعد ربوہ سے مایوس ہو کر مرزا طاہر نے اپنے اصل وطن قادیان کی طرف توجہ کی اور ہندوستان میں دوبارہ تحریک الحاد کو پروان چڑھانے کی بھرپور کوشش کرنے لگا۔ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں اس کو اپنے مشن کی ترقی کے زیادہ اسباب نظر آرہے تھے، علماء اسلام بھی اس سے غافل نہیں تھے انھوں نے ۱۹۴۷ء سے پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر اس فتنے کا تعاقب شروع کردیا۔ ۲۹/۳۰/۳۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سہ روزہ عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند میں منعقد کیا گیا جس میں رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکریٹری عبداللہ عمر نصیف نے بطور مہمان خصوصی اور چوٹی کے علماء کرام شریک تھے۔ اس وقت کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا اور اسکی شاخوں کو ملک کے طول وعرض میں پھیلادیا گیا۔ جس کا اولین مقصد تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت ہے۔

مرزا طاہر ۱۹۹۱ء میں قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہندوستان آیا اور ایک ماہ قیام کیا قادیان کے اس جلسے میں ۲۵۰۰۰/ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی اس ملک میں قادیانیوں کا یہ سب سے بڑا جلسہ تھا اس کے بعد ہندوستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۱ء میں مرزا طاہر سے بیعت کرنے والوں کی تعداد ہزار سے بھی کم تھی لیکن ۱۹۹۷ء میں یہی تعداد ۲/لاکھ ۸۷/ہزار سے بھی زیادہ ہوگئی تھی۔ یعنی قادیانیوں نے اپنی ملک

بھر کے اکائیوں کو متحرک کر دیا جو مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے لگے۔ خود کو مسجد کا امام اور مبلغ اور معلم ظاہر کرکے وہاں کی عوام کو اجمیر شریف یا دلّی وغیرہ یا اجتماع کے نام پر سفر کے بہانے پیسے دے کر قادیان کے جلسے میں لے جاتے رہے، اور ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے، ایسے متأثرہ علاقہ میں قادیانی فریب کا راز کھلنے کے بعد لوگ قادیانیت سے الگ ہوکر اس امام یا مبلغ سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں اور اسے وہاں سے روانہ کر دیتے ہیں آندھرا اور کرناٹک کے سینکڑوں مقامات کی یہی کارگزاری ہے مگر صرف اتنے پر اطمینان کافی نہیں دیکھنا یہ چاہئے کہ قادیانیوں نے ملک کو کتنی بڑی کشمکش اور خلفشار میں مبتلا کر دیا۔

صوبہ تملناڈو میں قادیانی فتنہ اور اس کا تعاقب

اس صوبہ میں قادیانی فتنہ مرزا قادیانی کے زمانے سے موجود ہے مدراس کی سرزمین مرزائیوں اور انکے پیشواؤں کیلئے بڑی پرکشش ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب انجام آتھم میں تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابہ کی فہرست لکھی ہے اس میں ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) تا ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) مدراس کے گیارہ (۱۱) افراد کا نام، پتہ اور پیشہ درج کیا ہے جو مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے قادیانی عقیدے کے مطابق ان کو صحابہ کا درجہ حاصل ہے۔

مگر اُس وقت صوبہ میں دین دار مسلمانوں کی کثرت تھی علماء ربانی موجود تھے تمل اور اردو دونوں حلقوں میں اس کا اس قدر تعاقب کیا گیا۔ کہ لوگ عام مسلمانوں سے الگ تھلگ ہوکر مر کھپ کر ختم ہو گئے۔ حکیم محمد حسین صاحب موجد مرھم عیسی نے ۱۹۲۰ء میں بہت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر قادیانیوں کو پورے صوبہ میں منظم کرنا چاہا اور بڑی قوت سے سماجی خدمات کا جال پھیلا کر لوگوں کو پھانسنا چاہا۔ اس وقت مرزا کے بہت سے درویش صحابی بھی زندہ تھے سب نے خوب جال سازی سے کام شروع کیا مگر علماء اسلام نے اس مرتبہ پھر ان کو پنپنے کا موقع نہیں دیا اور پہلے سے زیادہ شدومد سے اس الحادی تحریک کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ حضرت

مولانا تجمل خان صاحب نے الاستیصال لدعویٰ المسیح الدجال اور مولانا مفتی قاضی محمد حبیب اللہ صاحب ہدایت القاصد لازالۃ مراھم الفاسد رسالے تحریر فرمائے اور مرزائیوں کے باطل عقائد وعزائم سے مسلمانوں کو ہوشیار کیا۔ جس کے جواب میں قادیانیوں کی طرف سے مناظرے کا چیلنج اور اشتہار بازی کا سلسلہ شروع ہوا تو ۲۹ ر نومبر ۱۹۲۰ء بعد نماز مغرب مجمع عام میں اہل اسلام اور قادیانیوں کا مناظرہ ہونا طے پایا مولانا اصمعی مرحوم اور مولانا حکیم مدنی مرحوم نے قادیانی مناظرین کو شکست دے دیا اور حکیم محمد حسین مرھم عیسی والے نے مجمع عام میں توبہ کیا اور اپنی شکست فاش تسلیم کی، اس کے اثر سے بچے کھچے قادیانی انتہائی بے بسی کی زندگی گذارنے لگے۔ اس پشیمانی اور ذلت کا احساس جنوب ہند کے تمام قایانیوں کو ہوتا رہا۔

خواجہ کمال الدین جو مرزا کا خاص مصاحب اور تربیت یافتہ تھا اور صحیفہ آصفیہ کی تصنیف کی وجہ سے نظام حیدر آباد سے کافی قریب ہو گیا تھا وہ اپنے اس اثر و رسوخ سے جنوب ہند میں قادیانیت کو فروغ دیتا رہتا تھا اس کا تعلق لاھوری گروپ سے تھا اس نے ۱۹۲۵ء میں صوبہ مدراس میں انجمن اشاعت اسلام احمدیہ ادارے کے لئے چندہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا اسی بہانے مدراس میں قیام کر کے وہاں کے شکست خوردہ قادیانیوں کو کمک اور تقویت دینا شروع کیا اس کوشش میں محمد علی قادیانی بھی بہت پیش پیش تھا۔ اس وقت مدراس میں مولانا سید فخر الدین فخری موجود تھے انھوں نے دیگر علماء کرام سے مشورہ کیا اور بلا تاخیر قادیانیوں کی مخالفت شروع کر دی اور خواجہ کمال الدین کو مناظرے اور مباہلے کیلئے کھلے عام دعوت دی۔ مناظرے اور مباہلے کی نوبت تو نہیں آئی کمال الدین ایک چالاک قادیانی تھا وہ مناظرے میں مرھم عیسی والے کی درگت دیکھ چکا تھا وہ مناظرے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ البتہ جب ٹاؤن ہال میں اجلاس منعقد کیا گیا۔ تو اس نے بڑی چالاکی سے مجمع عام میں اقرار کر لیا کہ میں مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبوت کا دعوی کرتا ہے اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں اس طرح علماء مدراس سے اپنی جان چھڑا کر حیدر آباد واپس بھاگ آیا۔ خواجہ کمال الدین کے شکست و فرار کے بعد لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ فتنہ مدراس میں ہمیشہ کیلئے اپنی

موت مر گیا۔مگر جو خاندان قادیانی ہو گئے تھے انھیں لوگوں نے اندر اندر کام جاری رکھا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جب قادیانیوں کا مرکز ربوہ ہو گیا تھا تو علی محی الدین اور مسٹر کریم اللہ جن کا تعلق اب تک لاھوری گروپ سے تھا۔انھوں نے مرزا محمود سے بیعت کیا اور صوبہ مدراس کے دونوں حلقوں یعنی تمل اور اردو میں قادیانیت کی توسیع میں لگ گئے بہت دن تک لوگوں نے انکی طرف توجہ نہیں کی اور جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ۱۹۲۰ء ۱۹۲۵ء کا منظر دیکھا تھا وہ ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہوتے گئے نئی نسل نے اسلام اور قادیانی اختلاف کو خاص اہمیت نہیں دی۔ بلکہ اسے مسلمانوں کے باھمی فقہی اختلافات سمجھتے رہے اور اس دور کے قادیانی مبلغین نے طریقہ بھی ایسا ہی اپنا رکھا تھا ان لوگوں نے دیکھا کہ اردو داں حلقہ ھمارا بہت شدید تعاقب کر رہا ہے تو انھوں نے اپنی کتابیں تمل زبان میں ترجمہ کرنے اور پھیلانے اور اسی زبان میں لوگوں کو سمجھانا شروع کر دیا اس لئے بہت سے لوگوں کو بہت جلد اپنا ھم خیال بنالیا جب قادیانی فتنہ خوب تیزی سے بڑھنے لگا تو اہلیان شہر مدراس نے انجمن حامیان ختم نبوت قائم کی۔

انجمن حامیان ختم نبوت مدراس کے قیام کا پس منظر اور اس کی کارکردگی ھفتہ وار شاکر مدراس انجمن حامیان ختم نبوت نمبر مؤرخہ ۲۲/مارچ ۱۹۵۸ء میں چھپی ہوئی ہے۔کہ۔۔۔

> مرزائیوں کی اس یورش اور انکے طریقوں نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اس کے تدارک کیلئے ایک عام جلسہ مؤرخہ ۲۰/اکتوبر ۱۹۵۷ء کو کرسنٹ ھال میں منعقد ہوا جہاں مختلف الخیال علماء اور عمائدین جمع ہوئے اور تصفیہ کیا کہ اجتماعی حیثیت سے منکران ختم نبوت کے فتنہ کا سر کچل دیا جائے چنانچہ اس جلسہ میں انجمن حامیان ختم نبوت قائم ہوئی (شاکر ختم نبوت ص ۵)

حامیان ختم نبوت نے ہر محاذ پر ڈٹ کر کے قادیانیت کا مقابلہ کیا اور قادیانی منصوبوں کو پوری ریاست بلکہ ریاست سے ملے ہوئے دیگر صوبہ جات میں بھی ناکام کر دیا مدراس میں قادیانیوں کی پسپائی کا اثر حیدر آباد، کرناٹک اور اڑیسہ تک محسوس کیا گیا قادیانی اپنے آپ کو اڑیسہ میں مسلمانوں کی قلت اور جہالت کی وجہ سے اور حیدر آباد میں نظام سرکار کی قربت کی وجہ

سے بہت مضبوط سمجھ رہے تھے مگر وہ بھی مدراسی قادیانیوں کی کوئی مدد نہ کر سکے علماء مدراس نے ختم نبوت پر جلسے اور وعظ کا سلسلہ جاری فرمایا ختم نبوت پر خطبات جمعہ کا اهتمام کیا ریاست کے علماء کرام نے بیرون ریاست سے بھی ماہر اور تجربہ کار علماء کو مدعو کیا جو طویل مدت تک مدراس میں قیام کر کے اس فتنے کا تعاقب کرتے رہے۔ جس میں حضرت مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی اور حامد علی شاکر اور اسماعیل عبدالکریم سیٹھ وغیرہ بہت پیش پیش رہے۔ علماء مدراس نے ''قادیان مبلغین کے نام چیلنج۔ پانچ ہزار روپیہ انعام'' نامی رسالہ میں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ عبارت نقل کر کے چیلنج کیا اور قادیانی عہدے داروں کو مخاطب کیا، اور یہاں تک لکھ دیا کہ اس کے جواب میں تمہاری خاموشی کا مطلب تمہاری شکست فاش سمجھا جائیگا۔ یا تو توبہ کرو یا ان حوالوں کو غلط ثابت کرو۔ مگر پانچ ماہ تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا اور قادیانی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ اس انعامی رسالے کے اثرات اڑیسہ ٹمکور، شولاپور، میں اتنے اچھے مرتب ہوئے کہ وہاں کے بہت سے قادیانیوں نے توبہ کی مگر مسٹر کریم اللہ و دیگر عہدے داروں کو توبہ کی توفیق نہیں ہوئی۔ بلکہ انھوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے علماء اسلام کو مباہلے کا چیلنج کر دیا۔

الحمد للہ علماء اسلام نے اسے قبول کیا اور مسٹر کریم اللہ اور اسکے ساتھیوں کو اطلاع دی گئی کہ انجمن حامیان ختم نبوت کی ایک جماعت ۳۱ جنوری ۱۹۵۸ء کو تم سے مباہلے کیلئے تیار ہے حامیان ختم نبوت کے خدام وقت مقررہ پر مسجد والاجاہی میں تمہارے انتظار میں رہیں گے۔ آؤ اور مباہلہ کر لو مباہلے کے چیلنج قبول کرنے کا جواب اور مسجد والاجاہی کے اجلاس کو خوب مشتہر کر دیا گیا۔ چنانچہ لوگ ۳۱/جنوری کو مسجد والاجاہی میں جمع ہو گئے۔ کہ آج اپنی آنکھوں سے سچوں کے سامنے جھوٹوں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ اور ہمیشہ کیلئے حق ناحق واضح ہوجائے گا مگر مسٹر کریم اللہ اور دیگر قادیانی عہدیداران وہاں حاضر نہیں ہوئے اور ایک طرفہ یہ مباہلہ ختم ہو گیا۔ لوگوں کو بخوبی یقین ہو گیا کہ قادیانیت باطل مذھب ہے اور مسٹر کریم اللہ اور انکے ساتھی انتہائی دھوکے باز اور مکار اور جھوٹے ہیں۔

اس کے بعد بہت دنوں تک مباہلہ کا چیلنج کرنے والے قادیانی مبلغین مسجد والاجاہی کے پاس سے گذرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے اس ناکامی اور رسوائی کا یہ اثر ہوا کہ قادیانیت جو پچھلے چند سالوں میں تیزی سے پھیل گئی تھی پھر سمٹ کر چند قدیم خاندانوں میں محدود ہوگئی۔ ۱۹۸۶ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد جب قادیانی خلفاء نے ہندوستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور صوبہ مدراس میں قادیانیت کی نشاۃ ثانیہ کیلئے جدوجہد کرنے لگے تو علماء کرام نے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے تحت ۱۹۹۲ء مطابق ۱۴۱۳ھ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم رکن شوری دارالعلوم دیوبند کی زیر صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت ٹامل ناڈو قائم کیا۔ اور ۲۶ / تا ۲۸ / محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۵ / تا ۲۷ / جولائی ۱۹۹۲ء میں جامع مسجد پرس واکم شہر مدراس میں سہ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا۔ جس میں ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کرام نے تربیت کے فرائض انجام دیئے اور ریاست کے ڈیڑھ سو علماء کرام نے باضابطہ اس موضوع پر تربیت حاصل کی، تمام شرکاء کو ردقادیانیت کا ۲۰ / کتابوں کا سیٹ پیش کیا گیا۔ جس میں ''مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت'' اور ''قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ'' کا تمل ترجمہ بھی شامل تھا۔

۹ / ۱۰ / جون ۱۹۹۳ء تربیتی کیمپ میل پالم، ترنلویلی مدراس کے اجلاس عام میں قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ کی تجویز منظور کی گئی جس پر قادیانی بوکھلا اٹھے اور میل پالم میں مناظرے کا چیلنج دیدیا مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے چھاپے گئے بعض تمل کتابچوں کی عبارتوں کے بارے میں ان کا چیلنج تھا کہ یہ مرزا کی کتابوں میں نہیں ہیں۔ جس سے وہ پورا علاقہ متأثر ہو رہا تھا اور قادیانیوں کا زور بڑھتا جارہا تھا لیکن جب صدر محترم حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدظلہ، پروفیسر نصراللہ صاحب اور تحفظ ختم نبوت مدراس کے ذمہ داران علماء کرام کی جماعت کیساتھ مرزا کی کتابیں لیکر میل پالم پہونچ گئے جس میں شیر کٹک مولانا سید محمد اسماعیل صاحب، مولانا عرفان صاحب،

مولانا شاہ عالم صاحب، اور یہ راقم الحروف بھی شامل تھا۔ تو قادیانیوں نے راہ فرار اختیار کر لی اور وہاں مناظرے کے بجائے دوروزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا۔ ان حالات سے قادیانیوں کو اندازہ ہو گیا کہ ہم اس ریاست میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔

لہٰذا انھوں نے راست محاذ آرائی کی حکمت عملی ترک کر دی اور مسلمانوں کی غربت اور جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دور اور پسماندہ علاقوں میں محنت شروع کر دی، کئی جگہ دفاتر قائم کئے، مرزا واڑے بنائے، معلمین اور مبلغین کا تقرر کیا بیس سے زائد کتابیں ریاستی زبان میں طبع کی اور ایک جماعتی ماہنامہ ''نبی وزی'' مدراس سے جاری کیا۔ پیغام صلح، فتح اسلام، الوصیہ اور ایک غلطی کا ازالہ جیسی مرزا قادیانی کی اہم تصنیفات کا مکمل ترجمہ شائع کیا۔ قادیانی مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے سالانہ لاکھوں لاکھ روپیہ اس صوبہ میں خرچ کرتے ہیں جس کی سرپرستی براہ راست انکا پانچواں خلیفہ مرزا مسرور لندن سے کر رہا ہے۔ ۲۴ رنومبر ۲۰۰۸ء کو مرزا مسرور مدراس آیا تھا اور تھامس ٹاؤن میں مسجد ہادی کے نام سے ایک مرزا واڑے کا افتتاح بھی کیا تھا۔

ان حالات میں اس ارتدادی تحریک کا تعاقب اور مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ ریاست کے تمام علماء، ائمہ، مدارس اور تنظیموں کا اولین فریضہ ہے۔ اگر مالک صرف کھانستا بھی رہے تو چور کو گھر میں گھسنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اگر امت مسلمہ بیدار ہے تو قادیانیت، عیسائیت یا کوئی بھی ارتدادی تحریک مسلمانوں کو نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ لیکن اس کو بیدار کرنے کیلئے ہم کو بیدار رہنا ہوگا سوتا ہوا سونے والے کو کبھی نہیں جگا سکتا۔ الحمدللہ مجلس تحفظ ختم نبوت بیدار ہے اور امت کو بیدار کر رہی ہے۔ اگر ہم سب ملکر خدام ختم نبوت کا تعاون کریں تو وہ دن دور نہیں جب مدراس کا مؤرخ لکھے گا۔ کہ اس ریاست میں قادیانی فتنہ نے اس صدی میں بار بار سر اٹھایا مگر وہاں کے غیور مسلمانوں نے اس کے سر کو کچل دیا اور ہمیشہ کے لئے یہ الحادی تحریک اپنی موت مر گئی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا دین ہم سے کہیں زیادہ عزیز اور محبوب ہے وہ کسی سے بھی اپنے دین کی اشاعت وحفاظت کا کام لے سکتا ہے۔ یہ ہماری خوش بختی اور سعادت مندی ہوگی کہ ہماری

جان، مال، عزت، آبرو، تحفظ ناموس رسالت کے لئے کام آجائے۔علماء کرام جنکا درجہ امت میں روح اور دل جیسا ہے انکو کبھی ختم نبوت کے محاذ سے پہلوتہی نہیں کرنی چاہئے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری سے متعلق ایک بہت بڑے محدث مولانا رسول خان صاحب نے خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ میں تشریف فرماہیں۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دستار مبارک لائی گئی آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو حکم دیا اٹھو! اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھ دو میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لئے بہت سارا کام کیا۔(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۳۵۴)

(۲) شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا کہ جب پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم نے قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ نامی کتاب لکھ کر شائع کی تو انھیں خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی حضور اقدس ﷺ نے پروفیسر صاحب سے ارشاد فرمایا کہ تم نے میرے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔(قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ مطبوعہ ۱۹۹۷ء)

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

اپنے خدا سے مانگ محمد سے انتساب		ان کے حضور عشق کے دیپک جلائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی		ہرایک دوں نہاد کو رہ سے ہٹائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر		ان کے ہرایک راز کا پردہ اٹھائے جا
ناموس مصطفی کا تقاضا ہے ان دنوں		مہر و وفا کے نام پہ گردن کٹائے جا

والسلام

سید معصوم ثاقب فیض آبادی

دارالعلوم امدادیہ رائے چوٹی کڈپہ اے، پی

۲/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ ۷/۱۱/ ۲۰۱۳ء جمعرات

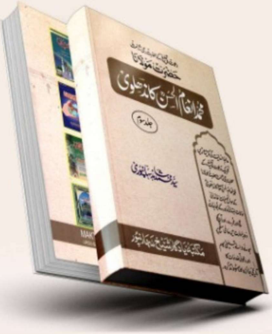

تحریک آزادیٔ ہند اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور (مکمل چار جلدوں میں)

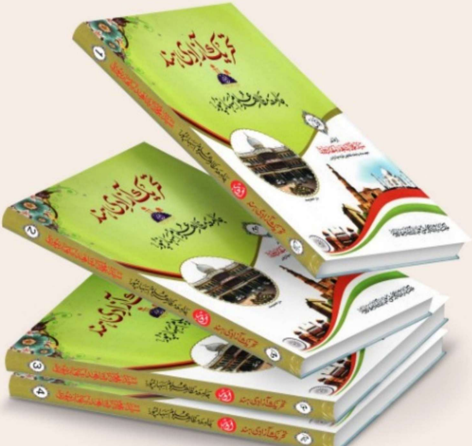

Maktaba Yadgar-E-Shaikh

Mohallah Mubarak Shah Saharanpur-247001 (U.P.) India

Designed by:
Mohd. Rafi Al Haram Com. Sre. 9557757799